

چاند کے شرعی ثبوت کے متعلق بے مثال تحقیقی شاہکار



طرق إثبات الهلال

از

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن

کی تسہیل و تخریج بنام

ثبوتِ ہلال کے طریقے

مکتبۃ الدینہ
(دعوتِ اسلامی)
SC 1286



مکتبۃ المدینہ
(دعوتِ اسلامی)
مکتبۃ المدینہ

چاند کے شرعی ثبوت کے متعلق بے مثال تحقیق شاہکار

طرق إثبات الهلال

مصنف: اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن

کی تسہیل و تخریج بنام

ثبوت ہلال کے طریقے

پیشکش

مجلس: المدینة العلمیة (دعوتِ اسلامی)

شعبہ کتب اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ناشر

مکتبہ المدینہ، باب المدینہ کراچی

نام کتاب :	طرق إثبات الهلال
تسہیل و تخریج بنام :	ثبوت ہلال کے طریقے
مصنف :	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن
پیش کش :	مجلس المدینة العلمیة (شعبہ کتب اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ الرحمن)
طباعت دوم :	ربیع النور ۳۱۴۳۳ھ، مطابق فروری 2012ء
تعداد :	1000
ناشر :	مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی

مکتبۃ المدینہ کی شاخیں

فون: 021-32203311	کراچی : شہید مسجد، کھارادر، باب المدینہ کراچی
فون: 042-37311679	لاہور : داتا دربار مارکیٹ، گنج بخش روڈ
فون: 041-2632625	سردار آباد : (فیصل آباد) امین پور بازار
فون: 058274-37212	کشمیر : چوک شہیدیاں، میرپور
فون: 022-2620122	حیدر آباد : فیضانِ مدینہ، آفندی ٹاؤن
فون: 061-4511192	ملتان : نزد پینیل والی مسجد، اندرون بوٹریگیٹ
فون: 044-2550767	اوکاڑہ : کان لُج روڈ بالمقابل غوثیہ مسجد، نزد تحصیل کونسل ہال
فون: 051-5553765	راولپنڈی : فضل داد پلازہ، کمیٹی چوک، اقبال روڈ
فون: 068-5571686	خان پور : دُرانی چوک، نہر کنارہ
فون: 0244-4362145	نواب شاہ : چکر بازار، نزد MCB
فون: 071-5619195	سکھر : فیضانِ مدینہ، بیراج روڈ
فون: 055-4225653	گوجرانوالہ : فیضانِ مدینہ، شیخوپورہ موڑ، گوجرانوالہ
	پشاور : فیضانِ مدینہ، گلبرگ نمبر 1، انور سٹریٹ، صدر

E.mail: ilmia@dawateislami.net

www.dawateislami.net

مدنی التجار: کسی اور کو یہ (تخریج شدہ) کتاب چھاپنے کی اجازت نہیں

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)

فہرست

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
42	تنبیہ	5	نیتیں
47	ثبوت ہلال کے غلط طریقے	7	کُتب اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا اور المدینۃ العلمیۃ
47	کیم: حکایتِ روایت	10	پیش لفظ
48	دوم: افواہ	12	ثبوتِ روایت ہلال کے لئے شرع میں سات طریقے ہیں
50	سوم: خطوط و اخبار	12	طریق اول
50	چہارم: تار	21	طریق دوم
50-52	تار کی خبر کارڈ	26	طریق سوم
52	پنجم: جنزریوں کا بیان	26	شہادۃ علی القضاء کا طریقہ
53	دو ج اور پروا کے معنی	28	طریق چہارم
54	ششم: قیاسات و قرآن	30	طریق پنجم
54	قرب قیامت کی علامات سے ہے کہ ہلال پھولے ہوئے نکلیں گے	30-31	استفاضہ کی تعریف اور اس کی شرائط
55	ہفتم: کچھ استقرائی کچھ اخترائی قاعدے	37	طریق ششم
56	یوم نحر کم یوم صوم کم کا معنی	39	طریق ہفتم
58	آخذ و مراجع	40	اسلامی شہر میں منادی پر عمل کب ہوگا؟

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

”چاند دیکھ کر عید کرو“ کے سولہ حروف کی نسبت سے اس کتاب کو

پڑھنے کی ”16 تہتیں“

فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم: **بَيَّةُ الْمُؤْمِنِ خَيْرٌ مِنْ عَمَلِهِ** مسلمان کی بیٹ اس کے عمل

سے بہتر ہے۔ (”المعجم الكبير“ للطبرانی، الحديث: ۵۹۴۲، ج ۶، ص ۱۸۵، دار احیاء التراث العربی بیروت)

دومدنی پھول: ﴿1﴾؛ میرا اچھی بیٹ کے کسی بھی عمل خیر کا ثواب نہیں ملتا۔

﴿2﴾ جتنی اچھی بیٹیں زیادہ، اتنا ثواب بھی زیادہ۔

{1} رضائے الہی عز و جل کیلئے اس کتاب کا اول تا آخر مطالعہ کروں

گا {2} حتیٰ الوسع اس کا باؤ وضو اور {3} قبلہ رومطالعہ کروں گا {4} قرآنی آیات

اور {5} احادیث مبارکہ کی زیارت کروں گا {6} جہاں جہاں ”اللہ“ کا نام پاک

آئے گا وہاں عز و جل اور {7} جہاں جہاں ”سرکار“ کا اسم مبارک آئے گا وہاں صلی اللہ

تعالیٰ علیہ والہ وسلم پڑھوں گا {8} اس روایت ”عِنْدَ ذِكْرِ الصَّالِحِينَ تَنْزَلُ الرَّحْمَةُ

یعنی نیک لوگوں کے ذکر کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے۔“ (حلیۃ الاولیاء، حدیث: ۱۰۷۵۰،

ص ۷، ج ۲۳۵، دار الکتب العلمیۃ بیروت) پر عمل کرتے ہوئے اس کتاب میں دیئے گئے بزرگان دین

کے واقعات دوسروں کو سنا کر ذکر صالحین کی برکتیں لوٹوں گا {9} (اپنے ذاتی نسخے پر)

”یادداشت“ والے صفحہ پر ضروری نکات لکھوں گا {10} (اپنے ذاتی نسخے پر) عند

الضرورت خاص خاص مقامات پر انڈر لائن کروں گا {10} کتاب مکمل پڑھنے کے لیے

بہ نیت حصول علم دین روزانہ چند صفحات پڑھ کر علم دین حاصل کرنے کے ثواب کا حقدار بنوں گا {11} دوسروں کو یہ کتاب پڑھنے کی ترغیب دلاؤں گا {12} اس حدیث پاک ”تَهَادُوا تَحَابُّوا“ ایک دوسرے کو تحفہ دو آپس میں محبت بڑھے گی (موطأ امام مالک، ج ۲، ص ۴۰۷، رقم: ۱۷۳۱، دار المعرفۃ بیروت) پر عمل کی نیت سے (ایک یا حسب توفیق تعداد میں) یہ کتابیں خرید کر دوسروں کو تحفہ دوں گا {13} جو مسئلہ سمجھ میں نہیں آئے گا اس کے لیے آیت کریمہ ”فَسَلُّوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ“ ترجمہ کنز الایمان: ”تو اے لوگو علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں۔“ (پ ۴، النحل: ۴۳) پر عمل کرتے ہوئے علماء سے رجوع کروں گا {14} جس مسئلے میں دشواری ہوگی اس کو بار بار پڑھوں گا {15} جو نہیں جانتے انہیں سکھاؤں گا {16} کتابت وغیرہ میں شرعی غلطی ملی تو ناشرین کو تحریری طور پر مطلع کروں گا۔ (ناشرین و مصنف وغیرہ کو کتابوں کی اغلاط صرف زبانی بتانا خاص مفید نہیں ہوتا۔)

اچھی اچھی نیتوں سے متعلق رہنمائی کیلئے، امیر اہلسنت دامت برکاتہم
 العالیہ کا سنتوں بھرا بیان ”نیت کا پھل“ اور نیتوں سے متعلق آپ کے
 مرتب کردہ کارڈ اور پمفلٹ مکتبۃ المدینہ کی کسی بھی شاخ سے
 ہدیہ حاصل فرمائیں۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ
 آمَنَّا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

کتابِ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ اور المدینۃ العلمیۃ

از: بانی دعوتِ اسلامی، عاشقِ اعلیٰ حضرت، شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنت

حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ

الحمد لله على إحسانه وبفضل رسوله صلى الله تعالى عليه وآله
 وسلم ميرے ولی نعمت، میرے آقا علی حضرت امامِ اہلسنت، عظیم البرکت، عظیم
 المرتبت، پروانہ شمعِ رسالت، مجددِ دین وملت، حائِ سِتِّ، جانیِ بدعت، عالمِ شریعت،
 پیرِ طریقت، باعثِ خیر و برکت، حضرت علامہ مولینا الحاج الحافظ القاری الشاہ امامِ احمد
 رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن بے مثال ذہانت و فطانت، کمالِ درجہ فقاہت اور قدیم و
 جدید علوم میں کامل دسترس و مہارت رکھتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تقریباً ایک
 ہزار کتب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بچپن سے زائد علوم و فنون میں تبحرِ علمی
 پر دل ہیں، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جن قلمی کاوشوں کو بین الاقوامی شہرت حاصل ہوئی
 ان میں ”کنز الایمان“، ”حدائقِ بخشش“ اور ”فتاویٰ رضویہ“ (تخریج شدہ ۳۳ جلدیں)
 بھی شامل ہیں، آخر الذکر تو علوم و فنون کا ایسا بحرِ بیکراں ہے جو بے شمار و مستند مسائل
 اور تحقیقاتِ نادرہ کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے، جسے پڑھ کر قدردان انسان بے
 ساختہ پکاراٹھتا ہے کہ امامِ اہلسنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، سیدنا امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی

مُجتہدانہ بصیرت کا پرتو ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کُتُب رہتی دنیا تک مسلمانوں کے لئے مشعلِ راہ ہیں۔ ہر اسلامی بھائی اور اسلامی بہن کو چاہیے کہ سرکارِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جُمْلہ تصانیف کا حسب استطاعت ضرور مطالعہ کرے۔

تبلیغِ قرآن و سنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک ”دعوتِ اسلامی“ نیکی کی دعوت، احیائے سنت اور اشاعتِ علمِ شریعت کو دنیا بھر میں عام کرنے کا عزمِ مُصمّم رکھتی ہے، ان تمام امور کو بحسنِ خوبی سرانجام دینے کے لئے متعدد مجالس کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جن میں سے ایک مجلس ”المدينة العلمية“ بھی ہے جو دعوتِ اسلامی کے علماء و مفتیانِ کرام کَثْرَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی پر مشتمل ہے، جس نے خالص علمی، تحقیقی اور اشاعتی کام کا بیڑا اٹھایا ہے۔ اس کے مندرجہ ذیل چھ شعبے ہیں:

(۱) شعبہ کُتُبِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (۲) شعبہ تخریجِ کُتُب

(۳) شعبہ درسی کُتُب (۴) شعبہ اصلاحی کُتُب

(۵) شعبہ تراجمِ کُتُب (۶) شعبہ تفتیشِ کُتُب

”المدينة العلمية“ کی اولین تخریج سرکارِ اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنت، عظیم البرکت، عظیم المرتبت، پروانہ شمعِ رسالت، مُجدِّ دین و ملت، حامی سنت، مائیِ بدعت، عالمِ شریعت، پیرِ طریقت، باعثِ خیر و برکت، حضرت علامہ مولانا الحاج الحافظ القاری الشاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰن کی گراں مایہ تصانیف کو عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق حتیٰ الوسع سہلِ اُسْلُوب میں پیش کرنا ہے۔ تمام اسلامی بھائی اور اسلامی بہنیں اس علمی، تحقیقی اور اشاعتی مدنی کام میں ہر ممکن تعاون فرمائیں اور مجلس کی طرف سے شائع ہونے والی کُتُب کا خود بھی مطالعہ فرمائیں اور دوسروں کو

بھی اس کی ترغیب دلائیں۔

اللہ عزوجل ’دعوتِ اسلامی‘ کی تمام مجالس بشمول ’المدينة العلمية‘ کو دن گیارہویں رات بارہویں ترقی عطا فرمائے اور ہمارے ہر عمل خیر کو زیورِ اخلاص سے آراستہ فرما کر دونوں جہاں کی بھلائی کا سبب بنائے۔ ہمیں زیرِ گنبدِ خضرِ اشہادت، جنت البقیع میں مدفن اور جنت الفردوس میں اپنے مدنی حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا پڑوس نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم



رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ

پیش لفظ

امام اہلسنت اعلیٰ حضرت مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن نے جہاں کئی علوم و فنون پر قلم اٹھایا اور علم کے دریا بہائے وہاں اس اہم ترین موضوع کو بھی زینت بخشی اور کئی رسائل تحریر فرمائے جن میں ”أَزَكَى الْإِهْلَالِ بِإِبْطَالِ مَا أُحْدَثَ النَّاسُ فِي أَمْرِ الْهَيْلَالِ“، ”الْبَدْوَرُ الْأَجَلَّةُ فِي أُمُورِ الْأَهْلَةِ“ اور زیر نظر رسالہ بھی شامل ہے۔

بیٹھے بیٹھے اسلامی بھائیو! بد قسمتی سے کچھ لوگ شیطان کے جال میں پھنس کر شرعی اصول و ضوابط سے قطع نظر محض باطل افواہوں اور غیر محققہ شہادتوں کو دلیل بنا کر از خود روایت کا فیصلہ کر لیتے ہیں جو کہ سراسر شریعت کے منافی ہے۔

اور کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو شرعی اصول و ضوابط کے مطابق کئے ہوئے فیصلے پر محض چاند دیکھ کر یہ بدگمانیاں کرتے نظر آتے ہیں کہ غلط فیصلہ ہوا ہے؛ کیونکہ چاند موٹا ہے پہلی کانہیں ان کو اس حدیث مبارکہ سے درس حاصل کرنا چاہئے کہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”قرب قیامت کی علامات سے ہے کہ ہلال پھولے ہوئے نکلیں گے یعنی دیکھنے میں بڑے معلوم ہوں گے۔“ (”المعجم الکبیر“، الحدیث: ۱۰۴۵۱، ج ۱۰، ص ۱۹۸) ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا: ”علامات قیامت سے ہے کہ چاند بے تکلف نظر آئے گا کہا جائے گا کہ دورات کا ہے۔“ (”المعجم الأوسط“، ج ۶، ص ۴۵۴، الحدیث: ۹۳۷۶)۔

اس رسالہ میں امام اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بیان فرمایا ہے کہ روایت کی کوئی صورتیں شرعی اعتبار سے مقبول ہیں اور کوئی نامقبول، چنانچہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چاند کے ثبوت کے 7 طریقے فقہائے کرام کے ارشادات کی روشنی میں وضاحت کے ساتھ بیان فرمائے ہیں جو شرعی اعتبار سے درست ہیں: (۱) خود چاند دیکھنے والے کی

گواہی (۲) چاند دیکھنے والوں نے اپنے چاند کے دیکھنے پر جن کو گواہ بنایا ان کی گواہی (۳) قاضی کے فیصلے پر گواہی (۴) ایک قاضی کا دوسرے قاضی کے نام خط (۵) استفاضہ (۶) مدت کا پورا ہونا (۷) علامات کے ذریعے۔ اور ساتھ ہی ۷ ایسے غلط طریقوں کو جو عوام میں مروج ہیں، احادیث کریمہ اور عبارات فقہاء کے ذریعے باطل قرار دیا ہے: (۱) حکایتِ رویت (۲) افواہ (۳) خطوط و اخبار (۴) تار (۵) جتریاں (۶) قیاسات و قرائن (۷) کچھ استقرائی کچھ اختراعی قاعدے۔

اس رسالہ کا نام ”فتاویٰ رضویہ“ کے قدیم وجدید نسخوں میں ”طریق اثبات الہلال“ لکھا ہے اور سن تحریر ۱۳۲۰ ہجری درج ہے۔ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ عموماً آپ اپنے رسائل کے نام بھی ایسے رکھتے ہیں کہ ابجد کی رو سے وہ اپنے سن تحریر کا پتہ دیتے ہیں۔ لیکن مذکورہ نام ۱۳۲۰ ہجری کے بجائے ۱۳۱۰ ہجری کا پتہ دے رہا ہے جبکہ اگر اسے ”طریق اثبات الہلال“ لکھا جائے تو یہ اپنے سن تحریر کا عکاس ہے اور تلمیذ اعلیٰ حضرت ملک العلماء مولانا ظفر الدین بہاری علیہ رحمۃ اللہ الوالی نے بھی اپنی تصنیف ”حیات اعلیٰ حضرت“ میں اس رسالہ کا نام ”طریق اثبات الہلال“ لکھا ہے۔ (”حیات اعلیٰ حضرت“، ج ۲، ص ۶۷، مطبوعہ مکتبہ نبویہ گنج بخش، لاہور)۔

اس رسالہ پر المدینۃ العلمیہ کے شعبہ کتب اعلیٰ حضرت کے مدنی علمائے کرام نے تسہیل و تخریج کا کام سرانجام دیا ہے، اللہ عزوجل دعوتِ اسلامی کی تمام مجالس بشمول مجلس المدینۃ العلمیہ کو دن پچیسویں رات چھبیسویں ترقی عطا فرمائے اور ہمارے ہر عمل کو زیورِ اخلاص سے آراستہ فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

مسئلہ

از بڑودہ گجرات باڑہ نواب صاحب مرسلہ نواب سید معین الدین حسن

خال بہادر ۲۵ محرم الحرام ۱۳۲۰ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ روایتِ ہلال (1) شریعت میں کس

طرح ثابت ہوتی ہے؟ بحوالہ کتب مع ترجمہ اردو جواب عطا ہو۔ **بینوا توجروا** (2)

الجواب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِیَاءً وَالْقَمَرَ نُورًا، وَالصَّلَاةُ

وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ صَارَ الدِّیْنُ بِطُلُوعِ هِلَالِهِ بَدْرًا مُنْبِرًا، وَعَلٰی آلِهِ

وَصَحْبِهِ الْكَامِلِیْنَ نُورًا وَالْمُكْمَلِیْنَ تَنْوِیْرًا۔ (3)

ثبوتِ روایتِ ہلال کے لئے شرع میں سات طریقے ہیں:

طریق اول

خود شہادتِ روایت

یعنی چاند دیکھنے والے کی گواہی، ہلالِ رمضان مبارک کے لئے ایک ہی

چاند کا دیکھنا۔

بیان فرمائیے اجر پائیے

سب تعریفیں اللہ کے لئے جس نے سورج کو روشن بنایا اور چاند کو نور بنایا اور درود و سلام اس

ذات پر جس کے ہلال کے طلوع سے دین چودھویں کا چوکا دینے والا چاند ہو گیا اور ان کی آل اور

اصحاب جو نور میں کامل ہیں اور روشنی کو مکمل کرنے والے ہیں۔

مسلمان عاقل بالغ غیر فاسق کا مُجَرَّد بیان کافی ہے کہ میں نے اس رمضان شریف کا ہلال فلاں دن کی شام کو دیکھا اگرچہ کثیر ہوا اگرچہ مَسْتُورُ الْحَال ہو (1) جس کی عدالتِ باطنی معلوم نہیں، ظاہر حال پابندِ شرع ہے اگرچہ اس کا یہ بیان مجلسِ قضا (2) میں نہ ہوا اگرچہ ”گواہی دیتا ہوں“ نہ کہے، نہ دیکھنے کی کیفیت بیان کرے کہ کہاں سے دیکھا کدھر کوتھا کتنا اونچا تھا؟ وغیر ذلک (3)، یہ اس صورت میں ہے کہ ۲۹ شعبان کو مطلع صاف نہ ہو، چاند کی جگہ ابر یا غبار ہو، اور بحالِ صفائی مطلع اگر ویسا ایک شخص جنگل سے آیا یا بلند مکان پر تھا تو بھی ایک ہی کا بیان کافی ہو جائے گا، ورنہ دیکھیں گے کہ وہاں کے مسلمان چاند دیکھنے میں کوشش رکھتے ہیں بکثرت لوگ متوجہ ہوتے ہیں یا کابل (4) ہیں دیکھنے کی پرواہ نہیں، بے پرواہی کی صورت میں کم سے کم دو درکار ہوں گے اگرچہ مستور الحال ہوں ورنہ ایک جماعتِ عظیم چاہئے کہ اپنی آنکھ سے چاند دیکھنا بیان کرے جس کے بیان سے خوب غلبہٴ ظن حاصل ہو جائے کہ ضرور چاند ہوا اگرچہ غلام یا کھلے فُسَّاق ہوں، اور اگر کثرت حد تو اتر (5) کو پہنچ جائے کہ عقل اتنے شخصوں کا غلط خبر پر اتفاق محال جانے تو ایسی خبر مسلم و کافر سب کی مقبول ہے۔

جس کا حال چھپا ہوا ہو۔

یعنی قاضی کے روبرو۔

اور اس کے علاوہ دیگر کیفیات۔

بے پرواہ۔

یعنی اتنی بڑی تعداد۔

باقی گیارہ ہلالوں کے واسطے مطلقاً ہر حال میں ضرور ہے کہ دو مرد عادل، یا ایک مرد و عورتیں عادل، آزاد جن کا ظاہری و باطنی حال تحقیق ہو کہ پابند شرع ہیں قاضی شرع کے حضور بلفظ ”اَشْهَدُ“ گواہی دیں یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے اس مہینے کا ہلال فلاں دن کی شام کو دیکھا اور جہاں قاضی شرع نہ ہو تو مفتی اسلام اس کا قائم مقام ہے جبکہ تمام اہل شہر سے علم فقہ میں زائد ہو اس کے حضور گواہی دیں، اور اگر کہیں قاضی و مفتی کوئی نہ ہو تو مجبوری کو اور مسلمانوں کے سامنے ایسے عادل دو مرد یا ایک مرد و عورتوں کا بیان بلفظ ”اَشْهَدُ“ بھی کافی سمجھا جائے گا۔

ان گیارہ ہلالوں میں ہمیشہ یہی حکم ہے مگر عیدین میں اگر مطلع صاف ہو اور مسلمان رویت ہلال میں کاہلی نہ کرتے ہوں اور وہ دو گواہ جنگل یا بلندی سے نہ آئے ہوں تو اس صورت میں وہی جماعتِ عظیم درکار ہے، اسی طرح جہاں اور کسی چاند مثلاً ہلالِ محرم کا عام مسلمان پورا اہتمام کرتے ہوں تو بحالتِ صفائی مطلع جب کہ شاہدین (1) جنگل یا بلندی سے نہ آئیں ظاہراً جماعتِ عظیم ہی چاہئے کہ جس وجہ سے اس کا ایجاب (2) رمضان و عیدین میں کیا گیا تھا یہاں بھی حاصل ہے۔

”در مختار“ میں ہے:

قبل بلا دعوی و بلا لفظ
”اَشْهَدُ“ و حکم و مجلس
”أبرو غبار کی حالت میں ہلال
رمضان کے لئے ایک عادل یا

دو گواہ۔

قبول کرنا۔

قضاءٍ للصوم مع علة كغيم
 وغبار خبر عدل أو مستور لا
 فاسقٍ اتفاقاً ولو قنّاً أو أنثى بين
 كيفية الرؤية أو لا على
 المذهب، و شرط للفطر مع
 العلة والعدالة نصاب الشهادة
 و لفظ أشهد، ولو كانوا ببلدة
 لا حاكم فيها صاموا بقول ثقة
 وأفطروا بإخبار عدلين مع
 العلة للضرورة، وقبل بلا علة
 جمع عظيم يقع غلبة الظن
 بخبرهم، وعن الإمام يكتفى
 بشاهدين، واختاره في
 "البحر"، وصحح في الأفضية
 الاكتفاء بواحد إن جاء من
 خارج البلد أو كان على
 مكان مرتفع، واختاره ظهير
 الدين، وهلال الأضحى وبقية

مستور الحال کی خبر کافی ہے اگرچہ
 غلام یا عورت ہو رویت کی کیفیت
 بیان کرے خواہ نہ کرے، دعویٰ یا
 لفظ "أَشْهَدُ" یا حکم یا مجلس
 قاضی کسی کی شرط نہیں، مگر فاسق کا
 بیان بالاتفاق مردود ہے، اور عید
 کے لئے بحال ناصافی مطلع
 عدالت کے ساتھ دو مرد یا ایک
 مرد و عورت کی گواہی بلفظ
 "أَشْهَدُ" ضرور ہے اور اگر
 ایسے شہر میں ہوں جہاں کوئی حاکم
 اسلام نہیں تو بوجہ ضرورت بحال
 ابرو وغبار ایک ثقہ شخص کے بیان پر
 روزہ رکھیں اور دو عادلوں کی خبر پر
 عید کر لیں، اور جب ابرو وغبار نہ
 ہو تو ایسی بڑی جماعت کی خبر
 مقبول ہوگی جس سے ظن غالب
 حاصل ہو جائے، اور امام (1) سے

یعنی امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

الأشهر التسعة كالفطر على
المذهب. اه مختصراً. (1)

مروی ہوا کہ دو گواہ کافی ہیں اور
اسی کو ”بحر الرائق“ میں اختیار
کیا، اور کتاب الاقضية میں فرمایا:
صحیح یہ ہے کہ ایک بھی کافی ہے
اگر جنگل سے آئے یا بلند مکان پر
تھا، اور اسی کو امام ظہیر الدین نے
اختیار فرمایا، اور ذی الحجہ اور باقی نو
مہینوں کے چاند کا وہی حکم ہے جو
ہلال عید الفطر کا، اھ مختصراً۔“

”ردّ المحتار“ میں ہے:

جب آسمان صاف ہو تو ہلال
روزہ و عید کے قبول کو جماعت
عظیم کی خبر ضرور ہے اس لئے کہ
بڑی جماعت کہ وہ بھی چاند
دیکھنے میں مصروف تھی اس میں
صرف دو ایک شخص کو نظر آنا
حالانکہ مطلع صاف ہے ان دو
ایک کی خطا میں ظاہر ہے ایسا ہی

شرط القبول عند عدم علة في
السماء لهلال الصوم أو الفطر
إخبار جمع عظيم؛ لأنّ التفرّد
من بين الحکم الغفير بالرؤية
مع توجههم طالبين لِمَا توجه
هو إليه مع فرض عدم المانع
ظاهر في غلطه، ”بحر“۔
ولا يشترط فيهم العدالة،

”الدر“، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۴۰۶-۴۱۶۔

”إمداد“ ولا الحريرة،
 ”فہستانی“۔ (1)
 ”بحر الرائق“ میں ہے، اور
 جماعت عظیم میں عدالت شرط
 نہیں ایسا ہی ”امداد الفتاح“ میں
 ہے، نہ آزادی شرط ہے ایسا ہی
 ”فہستانی“ میں ہے۔

قوله: ”واختاره في البحر“
 حيث قال: ينبغي العمل على
 هذه الرواية في زماننا؛ لأنّ
 الناس تكاسلت عن ترائي
 الأهلّة، فانتفى قولهم مع
 توجههم طالبين، وظاهر
 ”الولوالجية“ و”الظهيرية“ يدل
 على أنّ ظاهر الرواية هو
 اشتراط العدد، والعدد يصدق
 باثنين ٥٥، وفي زماننا نشاهد
 تكاسل الناس فليس في شهادة
 الاثنين تفرد من بين الجم
 اور ”بحر الرائق“ میں فرمایا کہ جب
 لوگ چاند دیکھنے میں کاہلی (2)
 کریں تو اس روایت پر عمل چاہئے کہ
 دو گواہ کافی ہیں کہ اب وہ وجہ نہ رہی کہ
 سب چاند دیکھنے میں مصروف تھے اور
 مطمع صاف تھا تو فقط انھیں دو کو نظر آنا
 بعید از قیاس ہے، اور ”الولالجیہ“
 و”ظہیریہ“ سے ظاہر ہوتا ہے کہ ظاہر
 الروایۃ میں صرف تعدد گواہان کی
 شرط ہے اور تعدد دو سے بھی ہو گیا
 اتنی، اور ہمارے زمانے میں لوگوں کا
 کسل (3) آنکھوں دیکھا ہے تو دو کی

”رد المحتار“، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۴۰۹، تحت قول ”الدر“: وقيل بلا علة.

گواہی کو یہ نہ کہیں گے کہ جمہور کے خلاف انھیں کو کیسے نظر آ گیا جس سے گواہ کی غلطی ظاہر ہو، تو ظاہر الروایۃ کی وجہ نہ رہی، تو اس دوسری روایت پر فتویٰ دینا لازم ہوا، اور ”کافی حاکم“ میں جس میں امام محمد کا تمام کلام کتب ظاہر الروایۃ کا جمع فرما دیا ہے یوں ہے کہ رمضان میں ایک مسلمان مرد یا عورت، عادل یا مستور الحال کی گواہی مقبول ہے جبکہ یہ گواہی دے کہ اس نے جنگل میں دیکھا یا شہر میں دیکھا اور کوئی سبب ایسا تھا جس کے باعث اوروں کو نظر نہ آیا اتنی، اور ان دونوں روایتوں میں منافات نہیں اس لئے کہ جماعت عظیم کی شرط وہاں ہے کہ گواہ شہر میں غیر مکان بلند پر ہو تو یہ پچھلی روایت اس پہلی کے اطلاق کی قید بتاتی ہے اور اس پر دلیل یہ کہ پہلی میں ایک کی

الغفیر حتی یظہر غلط الشاهد، فانتفت علة ظاہر الروایۃ فتعیّن الإفتاء بالروایۃ الأخری، وفي ”کافی الحاکم“ الذي هو جمع کلام محمد في كتبه ظاہر الروایۃ: تقبل شهادة المسلم والمسلمة عدلاً كان أو غير عدل بعد أن يشهد أنه رأى خارج المصر أو أنه رآه في المصر مع علة تمنع العامة من التساوى في رؤيته اه، ولا منافاة بينهما؛ لأنّ اشتراط الجمع العظيم إذا كان الشاهد من المصر في غير مكان مرتفع، فالثانية مقيدة لإطلاق الأولى بدليل أنّ الأولى علل فيها رد الشهادة بأنّ التفرد ظاهري الغلط، وعلى ما في الثانية

گواہی نہ ماننے کی وجہ یہ فرمائی تھی کہ تنہا اس کا دیکھنا غلطی میں ظاہر ہے اور اس پچھلی صورت یعنی جبکہ وہ جنگل میں یا بلند مکان پر تھا وہ رد کی وجہ نہ پائی گئی اس لئے ”محیط“ میں فرمایا کہ اس حالت میں تنہا اس کا دیکھنا خلاف ظاہر نہ ہوگا اور باقی نو مہینوں میں مقبول نہ ہوگی مگر گواہی دو مردوں یا ایک مرد و عورتوں عادل آزادی جن پر حدّ کذب⁽²⁾ نہ لگ چکی ہو جیسے باقی تمام معاملات میں، اسی طرح ”بحر الرائق“ میں امام اسٹیجیابی کی ”شرح مختصر طحاوی“ سے ہے، اور ظاہر یہ ہے کہ ان نو چاندوں میں صفا و عدم صفائی مطلع کا کچھ فرق نہیں ہر حال میں دو کی گواہی قبول ہوگی کہ وہ وجہ جو وہاں شرط جماعت عظیم کی باعث تھی کہ سب

لم توجد علة الرد ولهذا قال في ”المحيط“: فلا يكون تفرده بالرؤية خلاف الظاهر۔
قوله: وبقية الأشهر التسعة لا يقبل فيها إلا شهادة رجلين أو رجل وامرأتين عدول أحرار غير محدودين كما في سائر الأحكام، ”بحر“ عن ”شرح مختصر الطحاوي“ للإمام الإسبيجابي۔ والظاهر أنه في الأهلة التسعة لا فرق بين الغيم والصحو في قبول الرجلين لفقده العلة الموجبة لاشتراط الجمع الكثير وهي توجه الكلّ طالبين ويؤيده قوله: كما في سائر الأحكام اه ملتقطاً۔⁽¹⁾

”ردّ المحتار“، كتاب الصوم، ج ۳، ص ۴۱۰-۴۱۵۔

یعنی زنا کی تہمت کی حد۔

ہلال کو تلاش کرتے ہیں یہاں موجود نہیں کہ ان نومہینوں کا چاند عام لوگ تلاش نہیں کرتے ہیں اور اس کی تائید کرتا ہے امام اسپجیابی کا وہ فرمانا کہ ان میں وہ درکار ہے جو باقی تمام معاملات میں، اھ ملتقطاً۔

”حدیقہ ندیہ“ میں ہے:

إذا خلا الزمان من سلطان ذي
كفاية فالأمور موكلة إلى العلماء،
ويلزم الأمة الرجوع إليهم
ويصيرون ولاية فإذا عسر جمعهم
على واحد استقل كل قطر باتباع
علمائه فإن كثروا فالتبع أعلمهم
فإن استنوا أقرع بينهم- (1)

”جب زمانہ ایسے سلطان سے خالی ہو جو معاملات شرعیہ میں کفایت کر سکے تو شرعی سب کام علماء کو سپرد ہوں گے اور مسلمانوں پر لازم ہوگا کہ اپنے ہر معاملہ شرعیہ میں ان کی طرف رجوع کریں وہ علماء ہی قاضی و حاکم سمجھے جائیں گے پھر اگر سب مسلمانوں کا ایک عالم پر اتفاق مشکل ہو تو ہر ضلع کے لوگ اپنے علماء کا اتباع کریں اگر ضلع میں عالم کثیر ہوں تو جو سب میں زیادہ احکام شریعت کا علم رکھتا ہے اس کی پیروی ہوگی اور اگر علم میں برابر ہوں تو ان میں قرعہ ڈال لیں“

”الحدیقہ الندیہ“، النوع الثالث من أنواع العلوم الثلاثة، ج ۱، ص ۳۵۱۔

طریق دوم

شَهَادَةُ عَلَي الشَّهَادَةِ (1)

یعنی گواہوں نے چاند خود نہ دیکھا بلکہ دیکھنے والوں نے ان کے سامنے گواہی دی اور اپنی گواہی پر انہیں گواہ کیا انہوں نے اس گواہی کی گواہی دی۔ یہ وہاں ہے کہ گواہان اصل حاضری سے معذور ہوں، اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ گواہ اصل، گواہ سے کہے میری اس گواہی پر گواہ ہو جا کہ میں گواہی دیتا ہوں میں نے ماہ فلاں سنہ فلاں کا ہلال، فلاں دن کی شام کو دیکھا، گواہان فرغ یہاں آ کر یوں شہادت دیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ فلاں بن فلاں نے مجھے اپنی اس گواہی پر گواہ کیا کہ فلاں بن فلاں مذکور نے ماہ فلاں سنہ فلاں کا ہلال، فلاں دن کی شام کو دیکھا اور فلاں بن فلاں مذکور نے مجھ سے کہا کہ میری اس گواہی پر گواہ ہو جا۔

پھر اصل شہادت روایت میں اختلاف احوال کے ساتھ جو احکام گزرے ان کا لحاظ ضرور ہے مثلاً ماہ رمضان میں مطلع صاف تھا تو صرف ایک کی گواہی مَسْمُوع (2) نہ ہونی چاہئے جب تک جنگل میں یا بلند مکان پر دیکھنا نہ بیان کرے ورنہ ایک کی شہادت اور اس کی شہادت پر بھی صرف ایک ہی شاہد اگرچہ کنیز مستورۃ الحال ہو بس ہے، اور باقی مہینوں میں یہ تو ہمیشہ ضرور ہے کہ ہر گواہ کی گواہی پر دو مرد یا ایک مرد و عورت عادل گواہ ہوں اگرچہ یہی دو مرد ان دو اصل میں ہر ایک کے شاہد

یعنی گواہی پر گواہ کرنا۔

یعنی قابلِ سماعت۔

ہوں، مثلاً جہاں عیدین میں صرف دو عادلوں کی گواہی مقبول ہے زید و عمر و دو عادلوں نے چاند دیکھا اور ہر ایک نے اپنی شہادت پر بکر و خالد و مرد عادل کو گواہ کر دیا کہ یہاں آ کر بکر اور خالد ہر ایک نے زید و عمر و دونوں کی گواہی پر گواہی دی کافی ہے، یہ ضرور نہیں کہ ہر گواہ کے جدا جدا گواہ ہوں، اور یہ بھی جائز ہے کہ اصل خود آ کر گواہی دے اور دوسرا گواہ اپنی گواہی پر دو گواہ جدا گانہ کر بھیجے، ہاں یہ جائز نہیں کہ ایک گواہ اصل کے دو گواہ ہوں اور انھیں دونوں میں سے ایک خود اپنی شہادت ذاتی بھی دے۔

”در مختار“ میں ہے:

”گواہی پر گواہی مقبول ہے اگرچہ	الشهادة على الشهادة مقبولة
یکے بعد دیگرے کتنے ہی درجے تک	وإن كثرت استحساناً في كلِّ
پہنچے مثلاً گواہان اصل نے زید و عمر کو	حق على الصحيح إلا في حدِّ
گواہ بنایا انہوں نے اپنی اس شہادۃ	وقود بشرط تعذر حضور
علی الشہادۃ پر بکر و خالد کو گواہ کر دیا	الأصل بمرض أو سفر، واكتفى
خالد نے اپنی اس شہادۃ علی	الثانى بغيبته بحيث يتعذر أن
الشہادۃ پر سعید و حمید کو شاہد بنا لیا و علی	يبیت بأهله، واستحسنه غير
هذا القياس ⁽¹⁾ اور مذہب صحیح پر یہ امر	واحد- وفي ”القهستاني“
حدود و قصاص ⁽²⁾ کے سوا ہر حق میں	و”السراجية“: وعليه الفتوى،
جائز ہے اس شرط سے کہ جس وقت	وأقره المصنف، أو كون المرأة

اور اسی پر قیاس کرتے جاؤ۔

یعنی شریعت کی طرف سے مقرر کردہ سزائیں اور بدلے۔

قاضی کے حضور ادائے شہادت ہوئی
 اس وقت وہاں اصل گواہ کا آنا مرض یا
 سفر یا زَن پردہ نشین ہونے کے
 باعث مُتَعَذَّر ہو⁽²⁾، اور امام
 ابو یوسف کے نزدیک تین منزل دور
 ہونا ضرور نہیں بلکہ اتنی دوری کافی
 ہے کہ گواہی دے کر رات کو اپنے گھر
 نہ پہنچ سکے، بکثرت مشائخ نے اسی
 قول کو پسند کیا اور ”قہستانی“
 و ”سراجیہ“ میں ہے کہ اسی پر فتویٰ ہے
 مصنف نے اسے مُسَلِّم رکھا، اور
 عورت کی پردہ نشینی یہ کہ مردوں کی
 مَجْمَع سے بچتی ہو اگرچہ اپنی کسی
 ضرورت کے لئے باہر نکلے یا حمام
 جائے ایسا ہی ”قنیہ“ میں ہے، اور یہ
 بھی شرط ہے کہ ہر اصل گواہ اگرچہ
 عورت کی گواہی پر پورا نصاب شہادت

مخدّرة لا تخالط الرجال وإن
 خرجت لحاجة و حمام، ”قنیة“
 عند الشهادة عند القاضي قيد
 للكلّ و بشرط شهادة عدد
 نصاب ولو رجلا و امرأتين عن
 كلّ أصل ولو امرأة لا تغاير
 فرعي هذا و ذاك. و کیفیتها أن
 يقول الأصل مخاطباً للفرع
 -ولو ابنه، ”بحر“:- أشهد على
 شهادتي أنني أشهد بكذا و يقول
 الفرع: أشهد أنّ فلاناً أشهدني
 على شهادته بكذا و قال لي:
 أشهد على شهادتي بذلك اه
 مختصراً. (1)

”الدر“، کتاب الشہادات، باب الشہادة علی الشہادة، ج ۸، ص ۲۵۶-۲۵۸۔

یعنی مشکل ہو۔

یعنی دو مرد یا ایک مرد و دو عورتیں گواہی دیں ہاں یہ ضرور نہیں کہ ہر گواہ اصل کے دودو جداگانہ گواہ ہوں، اور اس کی کیفیت یہ ہے کہ گواہ اصل گواہ فرع سے اگر چہ وہ اس کا بیٹا ہو خطاب کر کے کہے: ”تو میری اس گواہی پر گواہ ہو جا کہ میں یہ گواہی دیتا ہوں“ اور گواہ فرع یوں ادائے شہادت کرے کہ ”میں گواہی دیتا ہوں کہ فلاں نے مجھے اپنی اس گواہی پر گواہ کیا اور مجھ سے کہا کہ میری اس گواہی پر گواہ ہو جا۔“ اھ مختصراً اسی کے بیان ہلالِ رمضان میں ہے:

وتقبل شهادة واحد على آخر كعبد
 وأنتى ولو على مثلهما۔⁽¹⁾
 ”ایک کی گواہی دوسرے پر مثلاً غلام
 یا عورت کی شہادت اگرچہ اپنے ہی
 جیسے پر ہلالِ رمضان میں مقبول ہے
 جبکہ ایک کی گواہی وہاں
 مسموع ہونے (2) کے قابل ہو جیسے
 بحالت ناصافی مطلع۔“

”رد المحتار“ میں ہے:

لو شهدا على شهادة رجل وأحدهما
 يشهد بنفسه أيضاً لم يجز، كذا في
 ”محيط السرخسي“، ”فتاویٰ
 الهندية“، ولو شهد واحد على
 شهادة نفسه وأخران على شهادة
 ”اگر دو گواہوں نے ایک مرد کی
 شہادت پر شہادت کی اور ان میں
 ایک خود بذاتہ گواہ ہے تو یہ جائز نہیں
 ایسا ہی ”فتاویٰ عالمگیری“ میں ”محیط
 امام سرخسی“ سے ہے، اور اگر ایک

”الدر“، کتاب الصوم، ج 6، ص 232۔

یعنی سنی جانے۔

غیرہ یصح، صرح بہ فی ”البزازیة“ نے خود گواہی دی اور دوسرے دو نے
 اور شخص کی شہادت پر شہادت ادا کی تو
 ۱۵ مختصراً۔ (1)

یہ درست ہے ”بزازیہ“ میں اس کی
 تصریح ہے۔“

”فتاویٰ عالمگیریہ“ میں ”ذخیرہ“ سے ہے:

ینبغی أن یدکر الفرع اسم الشاهدِ ”گواہ فرع کو چاہیے کہ گواہ اصل اور
 الأصل واسم أبیہ وجده حتی لو اس کے باپ اور دادا سب کا نام ذکر
 ترک ذالک فالقاضي لا یقبل کرے یہاں تک کہ اگر اسے چھوڑ
 شہادتہما۔ (2) دے گا تو حاکم اس کی گواہی قبول نہ
 کرے گا۔“

شهادة علی الشهادة میں یہ بھی ضرور ہے کہ اس کے مطابق حکم ہونے تک
 گواہان اصل بھی اہلیت شہادت پر باقی رہیں اور شہادت کی تکذیب (3) نہ کریں
 مثلاً گواہان فرع نے ابھی گواہی نہ دی یا دی اور اس پر ہنوز حکم نہ ہوا تھا کہ گواہان
 اصل سے کوئی گواہ اندھا یا گونگا یا مجنون یا معاذ اللہ مرتد ہو گیا یا کہا کہ میں نے تو
 ان گواہوں کو اپنی شہادت کا گواہ نہ کیا تھا یا غلطی سے گواہ کر دیا تھا تو یہ شہادت باطل
 ہو جائے گی۔

”رد المحتار“، کتاب الشہادات، باب الشہادة علی الشہادة، ج ۸،

ص ۲۵۷-۲۵۸۔

”الہندیہ“، الباب الحادی عشر فی الشہادة علی الشہادة، ج ۳، ص ۵۲۴۔

یعنی گواہی کے اہل رہیں اور گواہی کی تردید نہ کریں۔

”در مختار“ میں ہے:

تبطل شهادة الفرع بخروج أصله عن أهليتها كخرس وعمى
وبانكار أصله الشهادة كقولهم: ما لنا شهادة أو لم نشهدهم أو أشهدناهم
وغلطنا اه مختصراً. (1)

طریق سوم

شَهَادَةُ عَلَى الْقَضَاءِ (2)

یعنی دوسرے کسی اسلامی شہر میں حاکم اسلام قاضی شرع کے حضور روایت
ہلال پر شہادتیں گزریں اور اس نے ثبوت ہلال کا حکم دیا دوشاہدان عادل اس گواہی و
حکم کے وقت حاضر دارالقضاء تھے انھوں نے یہاں حاکم اسلام قاضی شرع یا وہ نہ ہو تو
مفتی کے حضور کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں ہمارے سامنے فلاں شہر کے فلاں حاکم کے
حضور فلاں ہلال کی نسبت فلاں دن کی شام کو ہونے کی گواہیاں گزریں اور حاکم
موصوف نے ان گواہیوں پر ثبوت ہلال مذکور شام فلاں روز کا حکم دیا۔

”فتح القدر شرح ہدایہ“ میں ہے:

لو شهدوا أنّ قاضي بلد كذا شهد عنده إثنان برؤية الهلال في
ليلة كذا وقضى بشهادتهما جاز لهذا القاضي أن يحكم بشهادتهما؛ لأنّ

یعنی گواہ اصل کی اہلیت شہادت ختم ہونے سے گواہ فرع کی شہادت باطل ہو جائے گی جیسا
کہ اصل شاہد گونگایا بینا ہو گیا یا گواہ اصل شہادت کا انکار کر دیں مثلاً کہیں کہ ہم نے کوئی گواہی نہیں
دی، یا یوں کہیں کہ ہم نے ان کو گواہ نہیں بنایا، یا ہم نے ان کو غلطی سے گواہ بنایا۔

(”الدر“، کتاب الشہادات، باب الشہادة على الشہادة، ج ۸، ص ۲۶۰-۲۶۱)۔

یعنی قاضی کے فیصلے پر گواہی دینا۔

قضاء القاضي حجة وقد شهدوا به۔ (1)

اسی طرح ”فتاویٰ قاضی خاں“، (2) و ”فتاویٰ خلاصہ“، (3) وغیرہا میں ہے۔

قلت: وقيدہ في ”التنوير“، (4) تبعاً لـ ”الذخيرة“ عن ”مجموع النوازل“ باستجماع شرائط الدعوى، ووجهه العلامة الشامي (5) بتوجيهين، لنا في كل منهما كلام حققناه فيما عليه علقناه فراجعه ثمّه (6) فإنه من الفوائد المهمة۔ (7)

یعنی اگر گواہوں نے گواہی دی کہ فلاں شہر کے فلاں قاضی کے پاس فلاں رات میں چاند دیکھنے پر دو آدمیوں نے گواہی دی تو قاضی نے ان کی شہادت پر فیصلہ دے دیا ہے تو اس قاضی کے لیے ان دونوں کی شہادت کی وجہ سے فیصلہ دینا جائز ہے کیونکہ قضائے قاضی حجت ہے اور انہوں نے اس پر گواہی دی ہے۔

”فتح القدیر“، کتاب الصوم، فصل في رؤية الهلال، ج ۲، ص ۲۴۳۔

”الخانبة“، کتاب الصوم، ج ۱، ص ۹۵۔

”خلاصة الفتاوى“، کتاب الصوم، ج ۱، ص ۲۴۹۔

”التنوير“، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۴۱۲۔

”رد المحتار“، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۴۱۲، تحت قول ”الدر“

انظر ”جد الممتار“، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۲۱۹، من المقولة: ۱۹۹۱ إلى ۱۹۹۴۔

میں کہتا ہوں کہ ”تنوير“ میں ”ذخيرة“ کی اتباع کرتے ہوئے ”مجموع النوازل“ کے حوالے سے نقل کرتے ہوئے یہ قید لگائی گئی ہے کہ دعویٰ کی تمام شرائط کا پایا جانا ضروری ہے، اور علامہ شامی نے اس کی دو توجیحات بیان کی ہیں ان میں سے ہر ایک میں ہمیں کلام ہے، اس کی پوری تفصیل ہم نے حاشیہ ”رد المحتار“ (یعنی ”جد الممتار“) میں بیان کی ہے، وہاں سے ملاحظہ کریں کیونکہ وہ اہم فوائد پر مشتمل ہے۔

طریق چہارم

کتابُ الْقَاضِي إِلَى الْقَاضِي

یعنی قاضی شرع جسے سلطان اسلام نے فصل مقدمات⁽¹⁾ کے لئے مقرر کیا ہو اس کے سامنے شرعی گواہی گزری، اس نے دوسرے شہر کے قاضی شرع کے نام خط لکھا کہ میرے سامنے اس مضمون پر شہادت شرعیہ قائم ہوئی، اور اس خط میں اپنا اور مکتوب الیہ کا نام و نشان پورا لکھا جس سے امتیاز کافی واقع ہو، اور وہ خط دو گواہانِ عادل کے سپرد کیا کہ یہ میرا خط قاضی فلاں شہر کے نام ہے وہ باحتیاط اس قاضی کے پاس لائے اور شہادت ادا کی کہ آپ کے نام یہ خط فلاں قاضی فلاں شہر نے ہم کو دیا اور ہمیں گواہ کیا کہ یہ خط اس کا ہے اب یہ قاضی اگر اس شہادت کو اپنے مذہب کے مطابق ثبوت کے لئے کافی سمجھے تو اس پر عمل کر سکتا ہے۔ (اور بہتر یہ ہے کہ قاضی کا تب خط لکھ کر ان گواہوں کو سنادے یا اس کا مضمون بتادے اور خط بند کر کے ان کے سامنے سر بمہر کر دے، اور اوٹی یہ کہ اس کا مضمون ایک کھلے ہوئے پرچے پر الگ لکھ کر بھی ان شہود⁽²⁾ کو دے دے کہ وہ اسے یاد کرتے رہیں یہ آ کر مضمون پر بھی گواہی دیں کہ خط میں یہ لکھا ہے اور سر بمہر خط اس قاضی کے حوالہ کریں یہ زیادہ احتیاط کے لئے ہے، ورنہ خیر اسی قدر کافی ہے کہ دو مردوں یا ایک مرد و دو عورتیں عادل کو خط سپرد کر کے گواہ کر لے اور وہ باحتیاط یہاں لاکر شہادت دیں) بغیر اس کے اگر خط ڈاک میں ڈال دیا یا اپنے آدمی کے ہاتھ بھیج دیا تو ہرگز مقبول نہیں اگرچہ وہ خط اسی قاضی کا معلوم ہوتا ہو

مقدمات کے فیصلوں۔

یعنی گواہوں۔

اور اس پر اس کی اور اس کے محکمہ قضا کی مہر بھی لگی ہو اور یہ بھی ضرور ہے کہ جب تک یہ خط قاضی مکتوب الیہ کو پہنچے اور وہ اسے پڑھ لے اس وقت تک کاتب زندہ رہے اور معزول نہ ہو ورنہ اگر خط پڑھے جانے سے پہلے مر گیا یا برخاست ہو گیا تو اس پر عمل نہ ہوگا اور بحالتِ زندگی یہ بھی ضرور ہے کہ جب تک مکتوب الیہ اس خط کے مطابق حکم نہ کر لے اس وقت تک کاتب عہدہ قضا کا اہل رہے ورنہ اگر حکم سے پہلے کاتب مثلاً مجنوں یا مرتد یا اندھا ہو گیا تو بھی خط بیکار ہو جائے گا۔

”در مختار“ میں ہے:

القاضي يكتب إلى القاضي بحكمه، وإن لم يكن الخصم حاضراً
 لم يحكم، كتب الشهادة ليحكم المکتوب إليه بها على رأيه، وقرأ الكتاب
 عليهم أو أعلمهم بما فيه وختم عندهم وسلم إليهم بعد كتابة عنوانه وهو أن
 يكتب فيه اسمه واسم المکتوب إليه وشهرتهما، واكتفى الثاني بأن
 يشهدهم أنه كتابه، وعليه الفتوى، ويبطل الكتاب بموت الكاتب وعزله قبل
 القراءة وبجنون الكاتب وردته وحده لقتل وعمانه لخروجه عن
 الأهلية، وكذا بموت المکتوب إليه وخروجه عن الأهلية إلا إذا عمم - ولا
 يقبل كتاب القاضي من محكم بل من قاض مولى من قبل الإمام. (1)

یعنی ایک قاضی دوسرے قاضی کی طرف حکم نامہ لکھے، اگر خصم حاضر نہ ہو تو قاضی فیصلہ نہ کرے اور گواہی لکھ لے تاکہ وہ قاضی جس کی طرف خط لکھا جا رہا ہے گواہی کے ذریعے اپنی رائے کے مطابق فیصلہ صادر کر دے، اور قاضی کاتب خطِ مذکور کو شہود پر پڑھے یا انہیں اس کے مضمون سے آگاہ کر دے اور اس خط پر ان کے سامنے اپنی مہر لگائے، پھر خط پر پتا لکھ کر خط ان کے حوالے کر دے، پتائیوں تحریر کرے کہ خط میں اپنا اور مکتوب الیہ کا نام اور دونوں کی شہرت یعنی وہ لفظ یا لقب

”درر وغرر“ میں ہے: لا يقبله أيضاً إلا بشهادة رجلين أو رجل وامرأتين؛ لأن الكتاب قد يزور إذ الخط يشبه الخط والخطام يشبه الخطام، فلا يثبت إلا بحجة تامة۔ (2)

طریق پنجم

استفاضہ

یعنی جس اسلامی شہر میں حاکم شرع قاضی اسلام ہو کہ احکام ہلال اسی کے

جس سے وہ مشہور ہوں ضرور لکھے، اور امام ابو یوسف نے اس پر اکتفاء کیا ہے کہ قاضی کا تب شاہدوں کو صرف اس پر گواہ کر لے کہ وہ اس کا خط ہے فتویٰ اسی قول پر ہے، اور خط پڑھے جانے سے پہلے اگر قاضی کا تب کی موت واقع ہو جائے یا اس کی معزولی ہو جائے تو خط باطل ہو جاتا ہے، اسی طرح قاضی کا تب کے مجنون، مرتد، محدود فی القذف اور نابینا ہو جانے پر بھی خط باطل ہو جاتا ہے اس لیے کہ وہ اہلیت قضا سے نکل گیا، یونہی جس قاضی کی طرف خط لکھا گیا ہے اس کی موت سے، اور اس کے اہلیت قضا سے نکلنے کی وجہ سے بھی خط باطل ہو جائے گا مگر اس صورت میں مکتوب الیہ قاضی کی موت سے خط باطل نہیں ہوتا جب کا تب قاضی تعیم کر دے مثلاً یوں کہہ دے کہ جو وہاں کا قاضی ہو یہ خط اس کی طرف ہے، اور خط حکم کی طرف سے مقبول نہیں بلکہ اس قاضی کی طرف سے مقبول ہے جو سلطان کی طرف سے معین ہو۔

”الدر“، کتاب القضاء، ج ۸، ص ۱۴۸-۱۵۹، ملتقطاً۔

قاضی اول کی تحریر بھی قبول نہ ہوگی مگر دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی سے، اس لیے کہ تحریر میں جملازی ہو جاتی ہے کیونکہ تحریر دوسری تحریر کے مشابہ ہو سکتی ہے اسی طرح مہر دوسری مہر کے مشابہ ہو سکتی ہے پس حجت کاملہ کے بغیر تحریر کا ثبوت نہ ہوگا۔

”درر الحکام شرح غرر الأحکام“، کتاب القضاء، باب کتاب القاضی، الجزء

الثانی، ص ۴۱۔

یہاں سے صادر ہوتے ہیں اور خود عالم اور ان احکام میں علم پر عامل و قائم یا کسی عالم دین محقق معتمد پر اعتماد کا ملترزم و ملازم ہے یا جہاں قاضی شرع نہیں تو مفتی اسلام مَرَجَعِ عوام و مُتَّبِعُ الْأَحْکَامِ ہو⁽¹⁾ کہ احکامِ روزہ و عیدین اسی کے فتویٰ سے نفاذ پاتے ہیں⁽²⁾، عوام کَالْأَنْعَامِ⁽³⁾ بطور خود عیدِ رمضان نہیں ٹھہرا لیتے، وہاں سے متعدّد جماعتیں آئیں اور سب یک زبان اپنے علم سے خبر دیں کہ وہاں فلاں دن بر بنائے رویت⁽⁴⁾ روزہ ہو یا عید کی گئی، مُجَرَّدِ بَازَارِی انواہ کہ خبر اڑ گئی اور قائل کا پتہ نہیں، پوچھتے تو یہی جواب ملتا ہے کہ سنا ہے یا لوگ کہتے ہیں، یا بہت پتہ چلا تو کسی مجہول کا انتہا درجہ منہنٹائے سند و ایک شخصوں کے محض حکایت کہ انہوں نے بیان کیا اور شدہ شدہ شائع ہو گئی ایسی خبر ہرگز استفاضہ نہیں، بلکہ خود وہاں کی آئی ہوئی متعدد جماعتیں درکار ہیں جو بالاتفاق وہ خبر دیں، یہ خبر اگرچہ نہ خود اپنی رویت کی شہادت ہے نہ کسی شہادت پر شہادت، نہ بالتصریح قضائے قاضی پر شہادت، نہ کتاب قاضی پر شہادت مگر اس مستفیض خبر سے بالیقین یا بعلقبہ نَظُنُّ مُلْتَحِقِ بِالْيَقِينِ⁽⁵⁾ وہاں رویت و صوم و عید کا ہونا ثابت ہوگا، اور جب کہ وہ شہر اسلامی اور احکام و حکام کی وہاں پابندی دوامی ہے تو ضرور منظون ہوگا کہ امر بحکم واقع ہوا تو اس طریق سے قضائے قاضی کہ حجت شرعیہ ہے ثابت ہو جائے گی۔

یعنی عوام کے رجوع کا مرکز ہو اور وہ جو احکام بتائے اس کی پیروی کی جاتی ہو۔

یعنی جاری ہوتے ہیں۔

یعنی بے شعور لوگ۔

یعنی چاند دیکھنے کی وجہ سے۔

یعنی یقینی طور پر یا غلبہ نَظُنُّ کے یقین کے ساتھ مل جانے کی وجہ سے۔

اور یہیں سے واضح ہوا کہ تاریخ شہر جہاں نہ کوئی قاضی شرع نہ مفتی اسلام یا

مفتی ہے مگر نا اہل جسے خود احکام شرع کی تمیز نہیں جیسے آج کل کے بہت مدعیان خام کار خصوصاً وہابیہ⁽¹⁾ خصوصاً نامقلدین (غیر مقلدین) وغیرہم فجار یا بعض سلیم الطبع سنی، ناقص العلم نا تجربہ کار یا مفتی محقق معتمد عالم مستند ہے مگر عوام خود سمر، اس کے مُسْتَظْطَرِّ احکام نہیں پیش خویش⁽²⁾ اپنے قیاسات فاسدہ پر جب چاہیں عید و رمضان قرار دے لیتے ہیں ایسے شہروں کی شہرت بلکہ تو اتر بھی اصلاً قابل قبول نہیں کہ اس سے کسی حجت شرعیہ کا ثبوت نہ ہوا۔

”در مختار“ میں ہے:

شهدوا أنه شهد عند قاضي مصر كذا شاهدان برؤية الهلال وقضى به، قضى القاضي بشهادتهما؛ لأن قضاء القاضي حجة، وشهدوا به، لا لو شهدوا برؤية غيرهم؛ لأنه حكاية، نعم لو استفاض الخبر في البلدة الأخرى لزمهم على الصحيح من المذهب، ”مجتبیٰ“ وغیرہ۔⁽³⁾

نظریات میں ابن عبدالوہاب کے تابعدار۔

یعنی ان کے پیش نظر شرعی احکام نہیں وہ خود ہی۔

یعنی گواہوں نے گواہی دی کہ فلاں شہر کے قاضی کے پاس چاند دیکھنے کی فلاں دو گواہوں نے گواہی دی ہے اور قاضی نے اس پر فیصلہ صادر فرما دیا ہے تو ان کی گواہی کی بنا پر یہ قاضی بھی فیصلہ دے سکتا ہے کیونکہ قاضی کا فیصلہ حجت ہے اور اس پر گواہ موجود ہیں، البتہ اس صورت میں قاضی فیصلہ نہیں دے سکتا جب گواہی دینے والے اپنے غیر کے دیکھنے کی گواہی دیں (یعنی انہوں نے تو نہیں دیکھا بلکہ دوسروں کے دیکھنے کی گواہی دے رہے ہیں) اس لیے کہ یہ محض حکایت ہے، ہاں اگر خبر مستفیض ہوگی (یعنی گروہ درگروہ نے آنکر بیان کیا کہ فلاں شہر میں چاند ثابت ہو گیا ہے) تو ان دوسرے شہر والوں پر بھی لازم ہو جائے گا کہ اس کو تسلیم کریں، مذہب حنفیہ میں یہی صحیح قول ہے۔

”الدر“، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۴۱۲-۴۱۳، ملقطاً۔

”مجتبیٰ“ وغیرہ

”رَدِّ الْمُحْتَار“ میں ہے:

هذه الاستفاضة ليس فيها شهادة على قضاء قاض ولا على شهادة، لكن لما كانت بمنزلة الخبر المتواتر، وقد ثبت بها أن أهل تلك البلدة صاموا يوم كذا لزم العمل بها؛ لأنَّ البلدة لا تخلو عن حاكم شرعي عادةً، فلا بد من أن يكون صومهم مبنياً على حكم حاكمهم الشرعي فكانت تلك الاستفاضة بمعنى نقل الحكم المذكور... إلخ. (1)

اسی میں ہے:

قال الرحمتي: معنى الاستفاضة أن تأتي من تلك البلدة جماعات متعدّدون، كل منهم يخبر عن أهل تلك البلدة أنهم صاموا عن رؤية لا مجرد الشيوخ من غير علم بمن أشاعه، كما قد تشيع أخبار يتحدث بها سائر أهل البلدة، ولا يعلم من أشاعها كما ورد: (أَنَّ فِي آخِرِ الزَّمَانِ يَجْلِسُ الشَّيْطَانُ بَيْنَ الْجَمَاعَةِ فَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ فَيَتَحَدَّثُونَ بِهَا وَيَقُولُونَ لَا نَدْرِي مَنْ قَالَهَا)، فمثل هذا لا ينبغي أن يسمع فضلاً من أن يثبت به حكم اهـ.

یعنی یہ خبر استفاضة (یعنی خبر کا عام ہو جانا) جس میں قاضی کے فیصلہ پر گواہی نہیں اور نہ کسی اور گواہی پر گواہی، لیکن جب یہ خبر متواتر کے قائم مقام ہے اور تحقیق اس سے (یعنی خبر استفاضة سے) ثابت ہوا کہ فلاں شہر والوں نے فلاں دن روزہ رکھا تو اس خبر کے پہنچنے پر دوسرے شہر والوں پر بھی عمل لازم ہو گیا اس لئے کہ عادت (اسلامی) شہر حاکم شرع سے خالی نہیں ہوتا تو ضروری ہوا کہ اس شہر والوں کا روزہ اُس حاکم شرعی کے حکم سے ہو، پس یہ خبر استفاضة حکم مذکور (یعنی قاضی کے حکم) کے نقل کے معنی میں ہوگی۔

”رَدِّ الْمُحْتَار“، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۴۱۳، تحت قول ”الدر“: نعم... إلخ.

قلت: وهو كلام حسن ويشير إليه قول "الذخيرة": إذا استفاض
وتحقق فإنَّ التحقق لا يوجد بمجرد الشيوخ- (1)

"تنبيه الغافل والوسنان على أحكام هلال رمضان" میں ہے:

لما كانت الاستفاضة بمنزلة الخبر المتواتر وقد ثبت بها أنَّ
أهل تلك البلدة صاموا يوم كذا لزم العمل بها؛ لأنَّ المراد بها بلدة فيها
حاكم شرعيّ... إلخ- (2)

امام رحمتی نے فرمایا: استفاضة کا معنی یہ ہے کہ اُس شہر سے متعدد جماعتیں آئیں اور وہ تمام یہ
اطلاع دیں کہ اُس شہر والوں نے چاند دیکھ کر روزہ رکھا ہے محض ایسی افواہ سے نہیں جس کے
پھیلانے والا معلوم نہ ہو جیسا کہ اکثر ہوتا رہتا ہے کہ بہت سی خبریں شہر میں پھیل جاتی ہیں اور ان
کے پھیلانے والا معلوم نہیں ہوتا جیسا کہ وارد ہے کہ "آخری زمانے میں شیطان لوگوں کے
درمیان آ کر بیٹھے گا اور بات کرے گا، لوگ اسے بیان کریں گے اور کہیں گے ہم نہیں جانتے یہ
بات کس نے کہی"، تو اس طرح کی باتیں سُننا ہی مناسب نہیں چہ جائیکہ ان سے حکم ثابت کیا جائے
اھ، میں کہتا ہوں: یہ کلام بہت اچھا ہے اور اسی کی طرف ذخیرہ کے قول میں اشارہ ہے کہ "جب خبر
مشہور اور ثابت ہو، پس ثبوت محض افواہ کی بنا پر نہیں ہوتا۔"

"ردّ المحتار"، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۴۱۳، تحت قول "الذّر": نعم... إلخ-

جب چاند نظر آنے کی خبر، خبر متواتر کی طرح مشہور ہو، اور اس سے ثابت ہو جائے کہ فلاں شہر
کے لوگوں نے چاند نظر آنے پر روزہ رکھا ہے تو ایسی خبر پر عمل لازم ہوگا کیونکہ اس سے وہ شہر مراد
ہوگا جس میں حاکم شرعی ہو، إلخ۔

"مجموعۃ رسائل ابن عابدین"، الرسالة: تنبيه الغافل والوسنان، الجزء الأول،

در بارہ استفاضہ یہ تحقیق علامہ شامی کی ہے اور اس تقدیر پر وہ شرائط ضرور ہیں کہ صوم وعید بر بنائے حکم حاکم شرع عالم متبع احکام ہوا کرتا ہو، اور ایک صورت یہ بھی متصور کہ دوسرے شہر سے جماعت کثیرہ آئیں اور سب بالاتفاق بیان کریں کہ وہاں ہمارے سامنے عام لوگ اپنی آنکھ سے چاند دیکھنا بیان کرتے تھے جن کا بیان مورث یقین شرعی تھا، ظاہر اس تقدیر پر وہاں کسی ایسے حاکم شرع کا ہونا ضرور نہیں کہ رُویت فِي نَفْسِهَا حجت شرعیہ ہے؛

لقوله صلى الله تعالى عليه وسلم: ((صَوْمُوا لِرُؤْيَيْتِهِ وَأَفْطِرُوا

لِرُؤْيَيْتِهِ)) (1)

جب جماعت تواتر، جماعت تواتر سے ان کی رُویت کی ناقل ہے تو رُویت بالیقین ثابت ہوگئی اور شہادت کی حاجت نہ رہی کہ اثبات احکام میں تواتر بھی قائم مقام شہادت بلکہ اس سے اقویٰ ہے کہ شہادت برخلاف تواتر آئے تو رد کردی جائے اور نفی پر تواتر مقبول ہے اور شہادت نامسموع۔ (2)

”عالمگیریہ“ میں ”محیط“ سے ہے:

إن وجد كلهم غير ثقات يعتمد على ذلك بتواتر الأخبار۔ (3)

یعنی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس فرمان کی وجہ سے کہ ”چاند دیکھنے پر روزہ رکھو اور چاند دیکھنے پر افطار کرو یعنی عید کرو۔

”صحیح البخاری“، کتاب الصوم، باب قول النبی ﷺ: إذا رأيتم الهلال فصوموا، الحدیث: ۱۹۰۹، ج ۱، ص ۶۳۰۔

یعنی ناقابل سماعت۔

یعنی اگر وہ تمام غیر ثقہ ہوں تب بھی تواتر خبر کی بنا پر اعتماد کیا جائے گا۔

(”الہندیہ“، الباب الثانی عشر فی الجرح والتعدیل، ج ۳، ص ۵۲۹)۔

”درّ مختار“ میں ہے:

شهادة النفي المتواتر مقبولة (1)

”ردّ المحتار“ میں ہے:

في ”النوادر“ عن الثاني: شهدا عليه بقول أو فعل يلزم عليه بذلك إجارة أو بيع أو كتابة أو طلاق أو عتاق أو قتل أو قصاص في مكان أو زمان أو صفات فبرهن المشهود عليه أنه لم يكن ثمّه يومئذ لا تقبل، لكن قال ”المحيط“ في الحادي والخمسين: إن تواتر عند الناس وعلم الكل عدم كونه في ذلك المكان والزمان لا تسمع الدعوى ويقضى بفرغ الذمة لأنه يلزم تكذيب الثابت بالضرورة. (2)

یعنی نفی متواتر کی گواہی مقبول ہے۔

”الدرّ“، کتاب الشهادة، باب القبول وعدمه، ج ۲، ص ۹۸۔

یعنی ”نوادر“ میں امام ابو یوسف سے ہے کہ دو گواہوں نے کسی کے خلاف اس کے قول یا فعل پر گواہی دی تو اس گواہی سے مدعا علیہ پر اجارہ یا بیع یا کتابت یا طلاق یا آزادی قتل یا قصاص زمان یا مکان یا صفات میں لازم ہو جائے گا، اور اگر مشہود علیہ گواہ قائم کر دے کہ وہ اس وقت وہاں موجود نہیں تھا تو اس کی بات قبول نہ کی جائے گی، لیکن ”محیط“ میں ۵۱ نمبر میں فرمایا: ”اگر لوگوں کے نزدیک متواتر سے ثابت ہو اور ہر ایک جانتا ہو کہ یہ شخص اس وقت اس مکان و زمان میں موجود نہ تھا تو اب دعویٰ نہ سنا جائے گا اور اسے بری الذمہ قرار دیا جائے گا اس لیے کہ ثابت بالضرورت کی تکذیب لازم ہوگی۔

”ردّ المحتار“، کتاب القضاء، ج ۸، ص ۲۴۴، تحت قول ”الدرّ“: شهادة النفي

المتواترة مقبولة۔

”عقود الدرّیہ“ میں ”فتاویٰ صغریٰ“ سے ہے:

الْبَيِّنَةُ إِذَا قَامَتْ عَلَىٰ خِلَافِ الْمَشْهُورِ الْمُتَوَاتِرِ لَا تَقْبَلُ وَهُوَ أَنْ يَشْتَهَرَ وَيَسْمَعَ مِنْ قَوْمٍ كَثِيرٍ لَا يَتَصَوَّرُ اجْتِمَاعَهُمْ عَلَى الْكُذْبِ. (1)

کلام علماء مثلاً قول مذکور ”در مختار“ کے: لو استفاض الخبير في البلدة الأخرى (2) اور قول ”ذخيره“: ”قال شمس الأئمة الحلواني:

الصحيح من مذهب أصحابنا أنّ الخبير إذا استفاض وتحقق فيما بين أهل البلدة الأخرى يلزمهم حكم هذه البلدة“، (3) وغير ذلك بلاشبہ اس صورت کو بھی شامل۔ واللہ تعالیٰ أعلم بأحكامہ۔ (4)

طریق ششم

اکمال عدت

یعنی جب ایک مہینہ کے تیس دن کامل ہو جائیں تو ماہ متصل کا ہلال آپ ہی

یعنی جب مشہور متواتر کے خلاف گواہ قائم ہوں تو انکی گواہی قبول نہیں، اور وہ (مشہور متواتر) وہ خبر ہے کہ ایسی کثیر قوم سے مشہور ہو جائے اور سنی جائے جن کا جھوٹ پر جمع ہونا متصور نہ ہو۔

”العقود الدرّیہ“، کتاب الشہادۃ و مطالبہ، ص ۳۶۱۔

یعنی اگر دوسرے شہر میں خبر مشہور ہو جائے۔

”الدرّ“، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۴۱۲-۴۱۳۔

یعنی شمس الأئمة حلوانی نے کہا کہ ہمارے احناف کا صحیح مسلک یہ ہے کہ بے شک خبر جب مشہور اور

تحقق ہو جائے دوسرے شہروالوں کے درمیان تو اس شہروالوں پر بھی وہ حکم لازم ہو جاتا ہے۔

انظر ”رد المحتار“، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۴۱۳، تحت قول ”الدرّ“: نعم... إلخ۔

اور ان احکام کا سب سے بہتر علم اللہ کو ہے۔

ثابت ہو جائے گا اگرچہ اس کے لئے روایت، شہادت، حکم، استفاضہ وغیرہ کچھ نہ ہو کہ مہینہ تیس سے زائد کا نہ ہونا یقینی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((فَإِنْ غَمَّ عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوا الْعِدَّةَ))

”اگر اوتیس کو مطلع صاف نہ ہو تو تیس کی گنتی پوری کر لو۔“

رواہ الشیخان عن ابن عمر

رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ (1)

یہ طریقہ صفائی مطلع کی حالت میں کافی ہے اگرچہ ہلال نظر نہ آئے جب کہ گزشتہ ہلال روایت واضح یاد و گواہان عادل کی شہادت سے ثابت ہو لیا ہو، ہاں اگر ایک گواہ کی شہادت پر ہلال رمضان مان لیا اور اس حساب سے تیس دن آج پورے ہو گئے اور اب مطلع روشن ہے اور عید کا چاند نظر نہیں آتا تو یہ اکمال عدت کافی نہ ہوگا بلکہ صبح ایک روزہ اور رکھیں کہ اگلے ہلال کا ثبوت حجت تامہ سے نہ تھا اور باوصف صفائی مطلع تیس کے بعد بھی چاند نظر نہ آنا صاف گواہ ہے کہ اس گواہ نے غلطی کی اور جب کہ وہ ہلال حجت تامہ دو گواہان عادل سے ثابت تھا تو آج باوصف صفائی مطلع نظر نہ آنا اس پر محمول ہوگا کہ ہلال بہت باریک ہے اور کوئی بخار قلیل المقدار خاص اسی کے سامنے حاجب ہے جسے صفائی عامہ افق کے سبب نظر صفائی مطلع گمان کرتی ہے یا اس کے سوا کوئی اور مانع خفی خلاف معتاد ہے، ہاں اگر آج ابر وغبار ہے تو مطلقاً تیس پورے کر کے عید کر لیں گے اگرچہ ہلال رمضان ایک ہی شاہد کی شہادت سے مانا ہو کہ

اس حدیث کو بخاری و مسلم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔

”صحیح البخاری“، کتاب الصوم، باب قول النبی ﷺ: اذا رأيت الهلال فصوموا،

الحديث: ۱۹۰۷، ج ۱، ص ۶۲۹۔

اب اس کی غلطی ظاہر نہ ہوئی۔

”تنویر“ میں ہے:

(1) بعد صوم ثلاثین بقول عدلین حلّ الفطر وبقول عدل لا۔

”در مختار“ میں ہے:

نقل ابن کمال عن ”الذخیرة“ أنه إن غمّ هلال الفطر حل

اتفاقاً... إلخ (2)، وتمام تحقیقہ فی ”ردّ المحتار“ وما علّقنا علیہ۔ (3)

طریق ہفتم

علامہ شامی رحمہ اللہ تعالیٰ نے توپیں سننے کو بھی حوالی شہر کے دیہات والوں

کے واسطے دلائل ثبوت ہلال سے گنا۔

ظاہر ہے کہ یہاں بھی وہی شرائط مشروط ہوں گے کہ اسلامی شہر میں حاکم

شرع معتمد کے حکم سے اونٹیس کی شام کو توپوں کے فیہ (فار) صرف بحالت ثبوت شرعی

رویت ہلال ہوا کرتے ہوں، کسی کے آنے جانے کی اسلامی وغیرہ کا اصلاً احتمال نہ ہو،

ورنہ شہر اگرچہ اسلامی ہو مگر وہاں احکام شرعیہ کی قدر نہیں، احکام جہاں بے خرد (بخرد)

دو عادل گواہوں کے قول سے رمضان کے روزے تمیں ہو جانے کے بعد عید الفطر جائز ہے اور

ایک عادل کی شہادت پر جائز نہیں۔ ”تنویر الأبصار“، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۱۳۴۔

”الدر“، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۱۴۴۔

ابن کمال نے ”ذخیرہ“ سے نقل کیا ہے کہ اگر عید الفطر کا چاند ابراؤد ہو تو بالاتفاق عید منانا جائز

ہے، الخ، اس کی مکمل تحقیق ”ردّ المحتار“ اور اس پر ہمارے حاشیہ ”جد الممتار“ میں ہے۔

انظر ”جد الممتار“، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۲۳۰، المقولة: ۲۰۱۶۔

یا نیچری، رافضی، وغیرہم بد مذہبوں کے حوالے میں جنہیں نہ تو اہل شرعیہ معلوم نہ ان کے اتباع کی پرواہ، اپنی رائے ناقص میں جو آیا اس پر حکم لگا دیا، تو پیش چل گئیں، تو ایسی بے سرو پابا تیں کیا قابل لحاظ ہو سکتی ہیں، کما لا یخفی۔ (جیسا کہ مخفی نہیں)

پھر جہاں کی تو پیش شرعاً قابل اعتماد ہوں ان پر عمل اہل دیہات ہی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ عند تحقیق خاص اس شہر والوں کو بھی ان پر اعتماد سے مفر نہیں کہ حاکم شرع کے حضور شہادتیں گزرنا اس کا ان پر حکم نافذ کرنا ہر شخص کہاں دیکھتا سنتا ہے، بحکم حاکم اسلام اعلان عام کے لئے ایسی ہی کوئی علامت معہودہ معروفہ قائم کی جاتی ہے جیسے توپوں کے فیر یا ڈھنڈورا وغیرہ۔

اقول: یہیں سے ظاہر ہوا کہ ایسے اسلامی شہر میں منادی پر بھی عمل ہوگا حتیٰ کہ اس کی عدالت بھی شرط نہیں جب کہ معلوم ہو کہ بے حکم سلطانی ایسا اعلان نہیں ہو سکتا۔

”عالمگیریہ“ میں ہے:

خبر منادی السلطان مقبول عدلاً کان أو فاسقاً کذا فی
”جو اہر الأخطا طی“۔ (1)

”رد المحتار“ میں ہے:

قلت: والظّاهر أنّہ یلزم أهل القرى الصوم بسماع المدافع أو رؤية
القنادیل من المصر؛ لأنّہ علامة ظاهرة تفید غلبة الظن، وغلبة الظنّ حجة

یعنی بادشاہ کے منادی کی خبر مقبول ہے منادی خواہ عادل ہو یا فاسق، اسی طرح ”جو اہر

”الاهلاطی“ میں ہے۔

”الہندیہ“، کتاب الکراہیہ، ج ۳، ص ۳۰۹۔

موجبة للعمل كما صرحوا به واحتمال كون ذلك لغير رمضان بعيد؛ إذ لا يفعل مثل ذلك عادة في ليلة الشك إلا لثبوت رمضان. (1)

”منحة الخالق“ میں ہے:

لم يذكروا عندنا العمل بالأمارات الظاهرة الدالة على ثبوت الشهر كضرب المدافع في زماننا، والظاهر وجوب العمل بها على من سمعها ممن كان غائباً عن المصر كأهل القرى ونحوها كما يجب العمل بها على أهل المصر الذين لم يروا الحاكم قبل شهادة الشهود، وقد ذكر هذا الفرع الشافعية، فصرح ابن حجر في ”التحفة“ أنه يثبت بالأمارات الظاهرة الدالة التي لا تتخلف عادة كرؤية القناديل المعلقة بالمنائر، قال: ومخالفة جمع في ذلك غير صحيحة اهـ. (2)

میں کہتا ہوں: اور ظاہری یہی ہے کہ اہل دیہات پر شہر سے توپوں کی آواز آنے اور قندیلوں کو دیکھنے سے روزہ لازم ہو جاتا ہے کیونکہ یہ علامت ظاہرہ ہے جو غلبہ نطن کا فائدہ دیتا ہے اور غلبہ نطن حجت ہے جو عمل کو واجب کرتا ہے جیسا کہ فقہاء نے اس کی تصریح کی ہے، اور اس کا رمضان کے علاوہ کے لیے ہونے کا احتمال بعید ہے کیونکہ عادتاً شک کی رات میں یہ عمل ثبوت رمضان کے علاوہ کسی اور کام کے لیے نہیں ہوتا۔ ”رد المحتار“، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۴۰۸، تحت قول ”الدر“: ببلدة۔

ہمارے نزدیک علماء نے ان علامات ظاہرہ کے ذریعے جو ثبوت ماہ پر دلالت کرتی ہیں پر عمل کرنے کو ذکر نہیں کیا مثلاً ہمارے زمانے میں توپوں کا چلنا، اور ظاہر یہ ہے کہ اس کے ذریعے عمل کرنے کا وجوب اس شخص پر ہے جس نے شہر سے باہر اس آواز کو سنا جس طرح کہ دیہات اور اسی کے مثل دوسرے مقامات پر رہنے والا، جیسا کہ اس کے ذریعے عمل کرنا ان شہر والوں پر واجب ہوتا ہے جنہوں نے حاکم کو گواہوں کی گواہی سے پہلے نہیں دیکھا، اور تحقیق اس فرع کو شواہع نے ذکر کیا، پس امام ابن حجر نے ”تحفہ“ میں تصریح کی ہے کہ روزے کا ثبوت ان علامات ظاہرہ سے ہو جاتا ہے جو عادتاً اس موقع پر معروف ہوں جیسا کہ مناروں پر معلق روشن قنادیل کو دیکھنا، اور کہا کہ ایک

جماعت نے اس کی مخالفت کی ہے جو صحیح نہیں اھ۔ ”منحة الخالق“، کتاب الصوم، ج ۲، ص ۴۷۲۔

تنبیہ

دربارہٴ ہلال غیر رمضان و شوال جہاں دوسرے شہر کی رویت سے یہاں حکم ثابت کیا جائے جیسے دوم سے پنجم تک چار طریقوں میں ان کے بارے میں علامہ شامی رحمہ اللہ تعالیٰ کی رائے یہ ہے کہ اگر وہ دوسرا شہر اس شہر سے اس قدر مغرب کو نہ ہٹا ہو جس کے باعث رویت ہلال میں اختلاف پڑ سکے جب تو وہ طریقے ہر ہلال میں کام دیں گے ورنہ غیر رمضان و شوال میں معتبر نہ ہوں گے، یعنی اگر وہ شہر اس شہر سے اتنا غربی ہے جس کی مقدار بعض علماء نے یہ رکھی ہے کہ بہتر^(۷۱) میل یا زیادہ اس کا طول شرقی اس کے طول شرقی سے کم ہو اور وہاں کی رویت ہلال ذی الحجہ پر مثلاً شہادت یا شہادۃ علی الشہادۃ یا شہادۃ علی القضا گزری، یا کتاب القاضی یا خبر متواتر آئی تو یہاں اس پر عمل نہ ہوگا بلکہ اپنے ہی شہر یا اس کے قریب مواضع یا شرقی بلاد سے اگرچہ کتنے ہی فاصلے پر ہوں ثبوت آنے پر مدار رکھیں گے اور نہ ملا تو تمیں کی گنتی پوری کریں گے۔

”رد المحتار“ میں فرمایا:

یفہم من کلامہم فی کتاب الحج أنّ اختلاف المطالع فیہ معتبر، فلا یلزمہم شیء لو ظہر أنّہ رؤی فی بلدۃ أخری قبلہم بیوم، و ہل یقال كذلك فی حق الأضحیۃ لغير الحجاج؟ لم أرہ، والظاهر نعم، لأنّ اختلاف المطالع إنّما لم یعتبر فی الصوم لتعلقہ بمطلق الرؤیۃ و ہذا بخلاف الأضحیۃ، فالظاهر أنّہا كأوقات الصلاة یلزم کل قوم العمل بما عندهم فتجزئ الأضحیۃ فی الیوم الثالث عشر^(۱) وإن کان علی رؤیا لا یخفی أنّ الثالث والرابع عشر وقعا سهواً وإنّما مقصوده -رحمہ اللہ تعالیٰ-

الثانی والثالث عشر- ۱۲ منہ قدس سرہ۔

(1) غیر ہم ہو الرابع عشر۔

اقول مگر صحیح اس کے خلاف ہے

کلام علماء صاف مطلق وعام اور اس تخصیص میں بوجہ کلام؛ فیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علل إسقاط اعتبار الحساب: ((بأنَّ أُمَّةً أُمَّةً لَا نَكْتُبُ وَلَا نَحْسُبُ)) كما رواه الشيخان وأبو داود والنسائي وغيرهم عن ابن عمر رضي الله تعالى عنهما (2)، وهذه العلة تعم الأهلة وهذا وإن كان خلاف القياس فلا يمتنع الإلحاق به دلالة، وإن امتنع قياساً كما قد نص عليه العلماء ومنهم العلامة الشامي في نفس هذا الكتاب (3) ولا شك أنّ

یعنی شامی میں تیرہ اور چودہ تاریخ کا ذکر سہواً ہوا جبکہ مقصد بارہویں اور تیرہویں تاریخ کا بیان ہے۔ (انظر "الفتاوی الرضویة"، ج ۲۰، ص ۳۵۸۔)

کتاب الحج میں فقہاء کے کلام سے سمجھ آتا ہے کہ حج میں اختلاف مطالع کا اعتبار ہے لہذا اگر یہ ظاہر ہوا کہ فلاں شہر میں ایک دن پہلے چاند دیکھا گیا تو تہجد پر کوئی شے لازم نہ ہوگی، اور کیا یہی بات غیر تہجد کے لیے قربانی کے بارے میں کہی جاسکتی ہے؟ میرے مطالعہ میں اس کا جواب نہیں آیا لیکن ظاہر یہی ہے کہ معتبر ہے اس لیے کہ روزہ میں اختلاف مطالع کا اعتبار اس لیے نہیں کیا جاتا کہ اس کا تعلق مطلق رویت سے ہے اور یہ قربانی کے برخلاف ہے، پس ظاہر یہ ہے کہ قربانی کا معاملہ اوقات نماز کی طرح ہے ہر قوم پر اپنے اپنے وقت کے مطابق عمل کرنا لازم ہوگا، پس تیرہویں دن میں قربانی کفایت کرے گی اگر چہ ان کے غیر کی رویت کے مطابق وہ چودہ ہواں دن ہو۔

”رد المحتار“، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۱۸-۱۹، تحت قول ”الدر“: علی ظاہر المذہب۔

”صحیح البخاری“، کتاب الصوم، باب قول النبی ﷺ: لا نکتب ولا نحسب، الحدیث: ۱۹۱۳، ج ۱، ص ۶۳۱۔

انظر ”رد المحتار“، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۴۰۹، تحت قول ”الدر“: وقيل بلا علة.

ذات الحجۃ کالفطر سواء بسواء، وقد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ((الْفِطْرُ يَوْمٌ يُفْطِرُ النَّاسُ وَالْأَضْحَى يَوْمٌ يُضَحِّي النَّاسُ)) (1)، أخرجه الترمذی بسند صحیح عن أم المؤمنین الصديقة رضي الله تعالى عنها، وقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ((فَطْرُكُمْ يَوْمٌ تَفْطِرُونَ وَأَضْحَاكُمْ يَوْمٌ تُضْحُونَ))، رواه أبو داود والبيهقي (2) بسند صحیح عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه. (3)

ثم أقول: هذا كلّه كلام معه على تسليم أنّ النوط بالرؤية إنّما

”سنن الترمذی“، كتاب الصوم، باب ما جاء في الفطر، الحديث: ۸۰۲، ج ۲، ص ۲۱۲۔

”سنن أبي داود“، كتاب الصوم، باب اذا أخطأ القوم الهلال، الحديث: ۲۳۲۴، ج ۲، ص ۴۳۴۔ و”السنن الكبرى“، كتاب صلاة العيدين، الحديث: ۶۲۸۵، ج ۳، ص ۴۴۳۔

یعنی بے شک رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حساب و کتاب کے اعتبار کو ساقط کرنے کی یہ علت بیان فرمائی کہ ہم اُمّی لوگ ہیں نہ لکھتے ہیں نہ حساب کرتے ہیں، جیسا کہ بخاری، مسلم، ابوداؤد اور نسائی وغیرہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اسے روایت کیا، اور یہ علت تمام چاندوں کو شامل ہے اگرچہ قیاس کے مخالف ہے پس دلالتہ الحاق سے مانع نہیں اگرچہ قیاساً مانع ہے جیسا کہ اس پر علماء نے تصریح کی ہے اور ان میں سے خود اس کتاب میں امام شامی نے بھی تصریح کی ہے، اور اس میں کوئی شک نہیں کہ ذی الحجہ کا چاند یعنی فطر کے چاند کے مطابق ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ فطر کا دن وہی ہے جس دن لوگوں نے افطار کیا اور قربانی اسی دن ہے جس دن لوگوں نے قربانی دی۔ ترمذی نے اسے صحیح سند کے ساتھ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا۔ اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ بھی فرمان ہے: ”تمہاری فطر کا دن وہ ہے جس میں تم افطار کرو، اور تمہاری اضحیٰ کا دن وہ ہے جس میں تم قربانی کرو۔ اسے ابوداؤد اور بیہقی نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

ورد في الصّوم والفطر وليس كذلك بل قد ثبت كذلك في الأضحية، فقد أخرج أبو داود والدارقطني عن أمير مكة الحارث بن حاطب رضي الله تعالى عنه، قال: ((عَهْدَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ نَسْكَكَ لِلرُّؤْيَةِ فَإِنْ لَمْ نَرَهُ وَشَهِدَ شَاهِدًا عَدْلٍ نَسَكْنَا بِشَهَادَتَيْهِمَا))، قال الدارقطني: هذا إسناد متصل صحيح⁽¹⁾ فانقطع مبنى البحث من رأسه واستبان الحق ولله الحمد⁽²⁾.

أما ما تمسك به من مسألة الحج فأقول: لا حجة فيها فإنها فيما أرى لدفع الحرج العظيم، ونظيره ما في ”التنوير“ و”الدر“⁽³⁾ تبين أنّ الإمام صلى بغير طهارة تعاد الصلاة دون الأضحية، لأنّ من العلماء من قال: لا يعيد الصلاة إلاّ الإمام وحده، فكان للإجتهد فيه مساع، ”زيلعي“ كما لو شهدوا أنّه يوم العيد، فصلّوا ثم ضحّوا، ثم بان أنّه يوم عرفة

”سنن أبي داود“، كتاب الصوم، الحديث: ۲۲۳۸، ج ۲، ص ۴۳۹.

و”الدارقطني“، كتاب الصيام، باب الشهادة على روية الهلال، الحديث: ۲۱۷۱، ج ۲، ص ۲۱۰.

پھر میں کہتا ہوں: یہ تمام کلام اس صورت میں ہے جب یہ تسلیم ہو کہ روایت پر مدار صرف صوم اور فطر کے بارے میں وارد ہوا ہے حالانکہ ایسی بات نہیں بلکہ اس طرح کا ثبوت تو قربانی میں بھی ہے، پس امام ابو داؤد اور دارقطنی نے امیر مکہ حضرت حارث بن حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہتے ہیں کہ: ”ہم سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس بارے میں یہ عہد لیا تھا کہ ہم چاند دیکھنے کی بناء پر قربانی کریں پس اگر ہم چاند نہ دیکھ سکیں اور دو عادل آدمی گواہی دے دیں تو ان کی شہادت کی بناء پر قربانی کریں“۔ دارقطنی نے فرمایا: اسکی سند متصل صحیح ہے، تو بحث کی بنیاد ہی ختم ہوگئی اور حق واضح ہو گیا، اور تعریف اللہ ہی کے لیے ہے۔

”انظر الدر“، کتاب الأضحیة، ج ۹، ص ۵۲۹-۵۳۰.

أجزأتهم الصلاة والتضحية؛ لأنه لا يمكن التحرز عن مثل هذا الخطأ، فيحكم بالجواز صيانة لجمع المسلمين، ”زيلعي“ ۵ ملخصاً مصححاً۔
 ثم رأيت بحمد الله التصريح به في ”اللباب“ (2) و”شرحه“ (3) بل في نفس الشرح المتعلق به ”رد المحتار“ حيث قال (4): شهدوا بعد الوقوف بوقوفهم بعد وقته لا تقبل شهادتهم والوقوف صحيح استحساناً حتى الشهود للخرج الشديد --- إلخ۔ فقد ظهر الحق، والحمد لله رب العالمين۔ (5)

”اللباب“، كتاب الحج، باب الوقوف، ص ۲۱۱۔

”المسلك المتقسط“، كتاب الحج، باب الوقوف، ص ۲۱۱۔

”انظر ”الدر“، كتاب الحج، باب الهدى، ج ۴، ص ۵۰۔

رہا معاملہ مسئلہ حج سے استدلال کا تو میں کہتا ہوں کہ اس میں کوئی دلیل نہیں کیونکہ میرے خیال کے مطابق حج کا مسئلہ دفع حرج عظیم پر مبنی ہے اور اس کی نظیر تنویر اور در میں ہے کہ اگر ظاہر ہو امام نے بغیر طہارت کے نماز پڑھائی تو نماز لوٹائی جائے گی نہ کہ قربانی؛ کیونکہ بعض علماء نے یہ فرمایا کہ نماز کا اعادہ صرف امام ہی کرے گا، تو اب یہ مسئلہ اجتہادی قرار پایا، ”زيلعي“۔

جیسا کہ گواہوں نے گواہی دی کہ یہ عید کا دن ہے، پس لوگوں نے نماز پڑھی پھر قربانی دی پھر ظاہر ہوا کہ یہ عرفہ کا دن تھا تو نماز اور قربانی دونوں انہیں کفایت کرے گی؛ کیونکہ ایسی غلطی سے بچنا ممکن نہیں، پس مسلمانوں کے اجتماع کے تحفظ کے پیش نظر جواز کا حکم لگایا جائے گا۔ ”زيلعي“ اھ ملخصاً مصححاً۔

پھر میں نے بجز اللہ ”اللباب“ اور اس کی شرح، بلکہ نفس شرح جس کے ساتھ ”رد المحتار“ متعلق ہے اس میں تصریح دیکھی جب انہوں نے کہا کہ: اگر گواہوں نے وقوف عرفہ کے بعد گواہی دی کہ یہ وقوف وقت کے بعد ہوا ہے تو ان کی گواہی قبول نہ کی جائے گی، اور حاجیوں کا وقوف استحساناً صحیح ہوگا یہاں تک کہ گواہوں کا وقوف بھی صحیح ہوگا حرج عظیم کی وجہ سے، الخ، تو اب حق ظاہر ہو گیا، اور تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لیے ہیں۔

غرض ثبوتِ ہلال کے شرعی طریقے یہ ہیں، ان کے سوا جس قدر طرق

لوگوں نے ایجاد کئے محض باطل و مخدول و ناقابل قبول ہیں، خیالاتِ عوام کا حصر کیا ہو مگر آج کل جہاں میں غلط طریقے جو زیادہ رائج ہیں وہ بھی سات ہیں:

یکم حکایتِ روایت: یعنی کچھ لوگ کہیں سے آئے اور خبر دی کہ وہاں فلاں دن چاند دیکھا گیا، وہاں کے حساب سے آج تاریخ یہ ہے، ظاہر ہے کہ یہ نہ شہادتِ روایت ہے کہ انہوں نے خود نہ دیکھا، نہ شہادۃ علی الشہادۃ کہ دیکھنے والے ان کے سامنے گواہی دیتے اور انھیں اپنی گواہیوں کا حامل بناتے، اور یہ حسب قواعدِ شرعیہ یہاں شہادت دیتے، بلکہ مجرد حکایت جس کا شرع میں اصلاً اعتبار نہیں اگرچہ یہ لوگ بھی ثقہ معتمد ہوں اور جن کا دیکھنا بیان کریں وہ بھی ثقہ مستند ہوں نہ کہ جہاں، جہاں میں تو یہ رائج ہے کہ کوئی آئے کیسا ہی آئے کسی کے دیکھنے کی خبر لائے اگرچہ خود اس کا نام بھی نہ بتائے بلکہ سرے سے اس سے واقف ہی نہ ہو ایسی مہمل خبروں پر اعتماد کر لیتے ہیں۔

”فتح القدر“ و ”بحر الرائق“ و ”عالمگیریہ“ وغیرہا میں ہے:

لو شهد جماعة أنّ أهل بلدة كذا رأوا هلال رمضان قبلكم بيوم فصاموا وهذا اليوم ثلاثون بحسابهم ولم ير هؤلاء الهلال لا يباح فطر غد، ولا ترك التراويح في هذه الليلة؛ لأنهم لم يشهدوا بالرؤية ولا على شهادة غيرهم وإنما حكوا رؤية غيرهم۔⁽¹⁾

یعنی اگر کسی جماعت نے گواہی دی کہ فلاں شہر کے لوگوں نے تم سے ایک دن پہلے رمضان کا چاند دیکھ لیا پس انہوں نے روزہ رکھ لیا در حالانکہ یہ دن ان کے حساب سے تیسواں بنتا تھا اور ان لوگوں نے چاند نہیں دیکھا تھا تو ان کے لیے آئندہ دن افطار کی اجازت نہیں اور نہ ہی اس رات تراویح چھوڑ سکتے ہیں اس لیے کہ گواہوں نے نہ تو روایت پر گواہی دی اور نہ ہی اپنے غیر کی گواہی پر

دوم افواہ: شہر میں خبر اڑ جاتی ہے کہ فلاں جگہ چاند ہوا، جاہل اسے تو اتر واستفاضہ سمجھ لیتے ہیں حالانکہ جس سے پوچھے سنی ہوئی کہتا ہے، ٹھیک پتہ کوئی نہیں دیتا، یا منتہائے سند صرف دو ایک شخص ہوتے ہیں، اسے استفاضہ سمجھ لینا محض جہالت ہے، اس کی صورتیں وہ ہیں جو ہم نے طریق پنجم میں ذکر کیں۔

”منحہ الخالق“ حاشیہ ”بجر الرائق“ میں ہے:

إعلم أنّ المراد بالاستفاضة تواتر الخبر من الواردين من بلدة الثبوت إلى البلدة التي لم يثبت بها لا مجرد الاستفاضة؛ لأنها قد تكون مبنية على إخبار رجل واحد مثلاً فيشيع الخبر عنه، ولا شك أنّ هذا لا يكفي بدليل قولهم: إذا استفاض الخبر وتحقق فإنّ التحقق لا يكون إلا بما ذكرنا۔⁽¹⁾

فقیر کو بارہا تجربہ ہوا کہ ایسی شہرتیں محض بے سرو پانگلی ہیں اسی ذی الحجہ میں خبر شائع ہوئی کہ ”آنولے“ میں چاند ہوا ہے وہاں عام لوگوں نے دیکھا اور فقیر کے ایک دوست کا خاص نام بھی لیا گیا وہ آئے اور خود اپنی رویت اور وہاں سب کا دیکھنا گواہی دی بلکہ انہوں نے تو اپنے غیر کی رویت کو بیان کیا ہے۔ ”الہندیۃ“، کتاب الصوم، باب الثانی، ج ۱، ص ۱۹۹۔ و ”البحر الرائق“، کتاب الصوم، باب فی رؤیة الهلال، ج ۲، ص ۴۷۱-۴۷۲۔

جان لو! شہرت سے مراد یہ ہے کہ چاند کا ثبوت ہونے والے شہر سے چاند کا ثبوت نہ ہونے والے شہر تک خبر تو اتر کے ساتھ ہو محض شہرت کافی نہیں؛ اس لئے کہ بعض اوقات کسی ایک آدمی کی خبر کی بناء پر خبر مشہور ہو جاتی ہے اور بلاشبہ یہ ان کے اس فرمان کی دلیل کی وجہ سے کافی نہیں کہ: جب خبر مشہور اور متحقق ہو کیونکہ تحقق مذکورہ بات کے علاوہ ہو ہی نہیں سکتا۔

”منحہ الخالق“، کتاب الصوم، ج ۲، ص ۴۷۲۔

بیان کرتے تھے فقیر نے ان کے پاس ایک معتمد کو بھیجا، وہاں سے جواب ملا کہ یہاں ابرغلیظ تھا نہ میں نے دیکھا نہ کسی اور نے دیکھا۔

پھر خبر اڑی کہ ”شاہجہانپور“ میں تو ایک ایک شخص نے دیکھا فقیر نے وہاں بھی ایک معتمد کو اپنے ایک دوست عالم کے پاس بھیجا انہوں نے فرمایا: اس کا حال میں آپ کو مشاہدہ کرائے دیتا ہوں ان کا ہاتھ پکڑ کر شہر میں گشت کیا دروازہ دروازہ دریافت کرتے پھر عید کب ہے؟ کہا: جمعہ کی، کہا: کیا چاند دیکھا؟ کہا: دیکھا تو نہیں، کہا: پھر کیوں؟ اس کا جواب کچھ نہ تھا، شہر بھر سے یہی جواب ملا صرف ایک شخص نے کہا: میں نے منگل کو چاند دیکھا تھا اور میرے ساتھ فلاں فلاں صاحب نے بھی، اب یہ عالم مع ان معتمد کے دوسرے صاحب کے پاس گئے ان سے دریافت کیا، کہا: وہ غلط کہتا تھا اور خود ان دونوں صاحبوں کے ساتھ ان گواہ صاحب کے پاس آئے اب یہ بھی پلٹ گئے کہ ہاں کچھ یاد نہیں۔ پھر خبر گرم ہوئی کہ رامپور میں چاند دیکھا گیا اور جمعہ کی عید قرار پائی، فقیر نے دو ثقہ شخصوں کو وہاں کے دو علماء کرام اپنے احباب کے پاس بھیجا، معلوم ہوا وہاں بھی ابر تھا کسی نے بھی نہ دیکھا، بارے (1) اتنا معلوم ہوا کہ وہاں دو شخص دہلی سے دیکھ کر آئے ہیں ان علماء نے ان دو شاہدوں کو بلا کر ان دو ثقات کے سامنے شہادت دلوائی اور جو الفاظ فقیر نے انہیں لکھوائے تھے وہ ان سے کہلوا کر ان کو تحمیل شہادت کرائی اور دونوں عالم صاحبوں نے خود ان دونوں شہود اصل کا تزکیہ کیا، اب ان دونوں فرع نے یہاں آ کر شہادۃ علی الشہادۃ حسب قاعدہ شرعیہ دی، اس وقت فقیر نے عید جمعہ کا فتویٰ دیا۔

دیکھئے انواہ اخبار کی یہ حالت ہوتی ہے، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ

آخر کار۔

(1) الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ۔

سوم خطوط و اخبار: بڑی دوڑ یہ ہوتی ہے کہ فلاں جگہ سے خط آیا، فلاں اخبار میں یہ لکھا پایا، حالانکہ ہم طریق چہارم میں بیان کر چکے کہ حاکم شرع کا خاص مہری دستخطی خط جس پر خود اس کی اور محکمہ دارالقضا کی مہر لگی اور اس کے اپنے ہاتھ کا لکھا ہو، اور یہاں بھی حاکم شرع کے نام آئے، ہرگز بغیر دو شاہدانِ عادل کے جنہیں لکھ کر اپنی کتاب کا گواہ بنا کر خط سپرد کیا اور یہاں انہوں نے حاکم شرع کو دے کر شہادت ادا کی ہو مقبول نہیں، پھر یہ ڈاک کے پرچے کیا قابل التفات ہو سکتے ہیں، اور اخباری لکھیں تو اصلاً نام لینے کے بھی قابل نہیں۔

(2) ”در مختار“ میں ہے: لا يعمل بالخط۔

(3) ”ہدایہ“ میں ہے: الخط يشبه الخط فلا يعتبر۔

چہارم تار: یہ خط سے بھی زیادہ بے اعتبار، خط میں کاتب کے ہاتھ کی علامت تو ہوتی ہے، یہاں اس قدر بھی نہیں، تو اس پر عمل کو کون کہے گا مگر اہل سا اہل جسے علم کے نام سے بھی مس نہیں۔

فقیر نے اس کے رد میں ایک مفصل فتویٰ لکھا (4) اور بحمد اللہ تعالیٰ اس پر

اور نیکی کرنے کی طاقت اور گناہ سے بچنے کی قوت نہیں ہے مگر بلند اور عظمت والے رب عزوجل کی توفیق سے۔
یعنی خط پر عمل نہیں کیا جائے گا۔

”الدر“، کتاب القضاء، باب کتاب القاضي إلى القاضي، ج ۸، ص ۱۵۲۔
یعنی خط خط کے مشابہ ہوتا ہے لہذا معتبر نہیں۔

”الهدایہ“، کتاب الزکاۃ، باب فیمن یمر علی العاشر، ج ۱، ص ۱۰۴۔

امام اہلسنت کا رسالہ ”أز کسی الإهلال بإبطال ما أحدث الناس في أمر الهلال“ فتاویٰ رضویہ کی جلد ۱۰، صفحہ ۳۵۹ تا ۶۷۱ پر ملاحظہ فرمائیں۔

ہندوستان کے بکثرت علماء نے مہر میں کیں، ’’کلکتے‘‘ میں چھپ کر شائع ہوا تھا۔

گنگوہی ملّا نے اپنے ایک فتویٰ میں تاریخی خبر اس باب میں معتبر ٹھہرائی اور اسے تحریرِ خط پر قیاس کیا تھا کہ تاریخی خبر مثل تحریرِ خط کی خبر کے ہے کیونکہ تحریر میں حروف اصطلاحی ہیں جس سے مطلب معلوم ہو جاتا ہے خواہ بحرکتِ قلم پیدا ہو ویں خواہ کسی لاٹھی یا بانس طویل کی حرکت سے (الیسی قولہ)، ’’بہر حال خبر تاریخی مثل خط ہے اور معتبر ہے‘‘۔ یعنی خط میں قلم سے لکھتے ہیں، تار دینا ایسا ہے کہ کسی بڑے بانس سے جو ہزاروں کوس تک لمبا ہے لکھ دیا، تو جیسے وہ معتبر ہے ویسے ہی یہ، بلکہ یہ تو زیادہ معتبر ہونا چاہئے کہ وہاں چھوٹا سا قلم ہے اور یہاں اتنا بڑا بانس تو اعتبار بھی اسی نسبت پر بڑھنا چاہئے، شملہ بہ مقدار قلم، قیاس تو اچھا دوڑا تھا مگر افسوس کہ شرعاً محض مردود و ناکام رہا۔ اولاً خط و تار میں جو فرق ہیں ہم نے اپنے فتویٰ مفصلہ میں ذکر کیے جو اس قیاس کو از بنیج برکنندہ کرتے ہیں (۱) اور ان سے قطع نظر بھی کیجئے تو حکم شرع خط ہی پر عمل حرام، پھر اس بانس کے قیاس کا کیا کام، حکم مقیس علیہ میں باطل ہے تو مقیس آپ ہی عاری و عاقل ہے۔

مولوی صاحب لکھنوی نے اپنے فتاویٰ میں خط و تار کو بے اعتبار ہی ٹھہرایا اور اس حکم میں حق کی موافقت کی مگر یہ کہنا ہرگز صحیح نہیں کہ خبر تار یا خط بدرجہ کثرت پہنچ جائے تو اس پر عمل ہو سکتا ہے، اسے استفاضہ میں داخل سمجھنا صریح غلط، استفاضے کے معنی جو علماء نے بیان فرمائے وہ تھے کہ طریق پنجم میں مذکور ہوئے، متعدد جماعتوں کا آنا اور ایک زبان بیان کرنا چاہیے، یہاں اگر متعدد جگہ سے خط یا تار آئے بھی تو اوّلاد وہ

یعنی جڑ سے اکھاڑ دیتے ہیں۔

ان وجوہ ناجوازی سے جنہیں ہم نے اس فتویٰ میں مفصلاً ذکر کیا ہرگز بیان مقبول کے سلسلے میں نہیں آسکتے، ڈاک کے منشی تار کے بابو چٹھی رساں اکثر کفار یا عموماً مجاہیل یا فساق فجار ہوتے ہیں، اور بفرض باطل آئیں بھی تو یہ تعدد منجر عنہ میں ہوا نہ (کہ) منجرین میں، کہ یہاں تار لینے والے بابو اگر مسلمان ثقہ ہوں بھی تو ہرگز اتنی جماعت متعددہ نہ ہوں گی جن کی اخبار پر یقین شرعی حاصل ہو، بلکہ عامہ بلاد میں صرف دو ایک ہی تار گھر ہوتے اور صدر ڈاک خانہ تو ایک ہی ہوتا ہے اگرچہ بڑے شہر میں تقسیم کے لئے دو چار برانچ اور بھی ہوں، بہر حال یہ خط یا تار ہم کو تو محدود ہی شخصوں کے ذریعہ سے ملیں گے پھر استغاضے سے کیا علاقہ ہوا، کیا اگر زید آ کر کہہ دے کہ فلاں جگہ لاکھ آدمیوں نے چاند دیکھا تو یہ خبر مستفیض کہلائے گی؟ ولا حول ولا قوة إلا باللہ العلیٰ العظیم۔⁽¹⁾

پنجم جنتریوں کا بیان کہ فلاں دن پہلی ہے، اول بعض علماء شافعیہ و بعض معتزلہ وغیرہم کا خیال اس طرف گیا تھا کہ مسلمان عادل مُنَجِّمُون کا قول اس بارے میں معتبر ہو سکتا ہے اور بعض نے قید لگائی تھی کہ جب ان کی ایک جماعت کثیر یک زبان بیان کرے کہ فلاں مہینے کی یکم فلاں روز ہے تو مقبول ہونے کے قابل ہے، اگرچہ واجبُ الْعَمَلِ کسی کے نزدیک نہیں مگر ہمارے ائمہ کرام اور جمہور مُحَقِّقِیْنَ اَعْلَام سے اصلاً تسلیم نہیں فرماتے اور اس پر عمل جائز ہی نہیں رکھتے اور یہی حق ہے کہ حضور پر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم صحیح حدیث میں یہاں قول مُنَجِّمِیْنَ سے قَطْعِ نَظَرِ و عَدَمِ اور نیکی کرنے کی طاقت اور گناہ سے بچنے کی قوت نہیں ہے مگر بلند اور عظمت والے رب عزوجل کی توفیق سے۔

لحاظ کی تصریح فرما چکے پھر اب اس پر عمل کا کیا محل۔

”در مختار“ میں ہے:

(1) لا عبرة بقول المؤقتين ولو عدولاً على المذهب۔

”رد المحتار“ میں ہے:

بل في ”المعراج“: لا يعتبر قولهم بالإجماع، ولا يجوز للمُنحَمَّ

أن يعمل بحساب نفسه۔ (2)

جب منجمین مسلمین ثقافت عدول کے بیان کا یہ حال تو آج کل کی جنتریاں جو عموماً ہندو وغیرہم کفار شائع کرتے ہیں یا بعض نیچری نام کے مسلمان یا بعض مسلمان بھی، تو وہ بھی انہیں ہندوانی جنتریوں کی پیروی سے، کیا قابل التفات ہو سکتی ہیں؟ فقیر نے بیس برس سے بڑی بڑی نامی جنتریاں دیکھیں، اول مصرانی ہیئت ہی ناقص و مختل ہے، پھر ان جنتری سازوں کو اس کی بھی پوری تمیز نہیں تقویمات کو اکب میں وہ وہ سخت فاحش غلطیاں دیکھنے میں آئیں جن میں کوئی سمجھ وال (سمجھدار) بچہ بھی نہ پڑتا، پھر یہ کیا اور ان کی جنتری کیا، اور ان کی دُوج اور پروا (پَروا) (3) کی کسے پروا!؟۔

مذہب یہی ہے کہ اہل توقیت کا قول معتبر نہیں اگرچہ وہ عادل ہوں۔

”الدر“، کتاب الصوم، ج ۸، ص ۴۰۸۔

بلکہ ”معراج“ میں ہے کہ اہل توقیت کا قول بالاجماع معتبر نہیں، اور منجمین کے لیے جائز نہیں

کہ وہ اپنے حساب پر عمل پیرا ہوں۔

”رد المحتار“، کتاب الصوم، ج ۳، ص ۴۰۸، تحت قول ”الدر“: ولا عبرة بقول المؤقتين۔

دُوج: قمری ماہ کی دوسری اور سترہویں تاریخ۔ (”اردو لغت“، ج ۹، ص ۶۵۱)۔

پروا: چاند کے بڑھنے یا گھٹنے کے حساب سے ہر آدھے مہینے کا پہلا دن۔ (”اردو لغت“، ج ۳، ص ۹۰۷)۔

ششم قیاسات و قرآن: مثلاً چاند بڑا تھا، روشن تھا، دیر تک رہا تو ضرور کل کا تھا آج بیڑھ کر نکلا تو ضرور پندرہویں ہے، اٹھائیسویں کو نظر آیا تھا مہینہ تیس کا ہوگا، اٹھائیسویں کو بہت دیکھا نظر نہ آیا مہینہ انتیس کا ہوگا، یہ قیاسات تو حسابات کی وقعت بھی نہیں رکھتے پھر ان پر عمل محض جہل و زلل، حدیث میں ہے حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((مَنْ اقْتَرَابَ السَّاعَةَ اِنْتَفَاحُ الْاَهْلِةِ)). رواه الطبراني في "الكبير" عن عبد الله بن مسعود رضي الله تعالى عنه۔ (1)

”قرب قیامت کی علامات سے ہے کہ ہلال پھولے ہوئے نکلیں گے یعنی دیکھنے میں بڑے معلوم ہوں گے۔“

دوسری حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((مَنْ اقْتَرَابَ السَّاعَةَ اَنْ يَرَى الْهَلَالَ قَبْلًا وَيُقَالُ: هُوَ لِلْيَلْتَيْنِ)). چاند بے تکلف نظر آئے گا کہا رواه في "الأوسط" عن أنس رضي الله تعالى عنه۔ (2)

اسے طبرانی نے ”معجم کبیر“ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

”المعجم الكبير“ للطبراني، الحديث: ١٠٤٥١، ج ١٠، ص ١٩٨۔

اسے طبرانی نے ”معجم اوسط“ میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

”المعجم الأوسط“، ج ٦، ص ٤٥٤، الحديث: ٩٣٧٦۔

”صحیح مسلم شریف“ میں ابوالخثری سعید بن فیروز سے ہے:

((قَالَ: خَرَجْنَا لِلْعُمْرَةِ فَلَمَّا نَزَلْنَا
بِطُنٍ نَخَلَةَ قَالَ تَرَاءَ يُنَا الْهِلَالَ فَقَالَ
بَعْضُ الْقَوْمِ: هُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ، وَقَالَ
بَعْضُ الْقَوْمِ: هُوَ ابْنُ كَيْلَتَيْنِ، قَالَ:
فَلَقِينَا ابْنَ عَبَّاسٍ فَقُلْنَا: إِنَّا رَأَيْنَا
الْهِلَالَ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ: هُوَ ابْنُ
ثَلَاثٍ وَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ: هُوَ ابْنُ
كَيْلَتَيْنِ، فَقَالَ: أَيُّ لَيْلَةٍ رَأَيْتُمُوهُ، قَالَ:
قُلْنَا: لَيْلَةَ كَذَا وَكَذَا، فَقَالَ: إِنَّ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مَدَّهُ لِلرُّؤْيَةِ فَهُوَ لَلَيْلَةِ
رَأَيْتُمُوهُ)) (1)

”ہم عمرے کو چلے جب بطنِ نخلہ
میں اترے ہلال دیکھا، کوئی
بولاً: تین رات کا ہے، کسی نے کہا:
دورات کا، عبداللہ بن عباس رضی اللہ
تعالیٰ عنہما سے ملے ان سے عرض کی
کہ ہم نے ہلال دیکھا کوئی کہتا ہے
تین شب کا ہے کوئی دو شب کا،
فرمایا: تم نے کس رات دیکھا؟ ہم
نے کہا: فلاں شب، کہا: رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کا مدار
روایت پر رکھا ہے تو وہ اسی رات کا
ہے جس رات نظر آیا۔“

ہفتم کچھ استقرائی کچھ اختراعی قاعدے: مثلاً رجب کی چوتھی

رمضان کی پہلی ہوگی، رمضان کی پہلی ذی الحجہ کی دسویں ہوگی، اگلے رمضان کی
پانچویں اس رمضان کی پہلی ہوگی، چار مہینے برابر تیس کے ہو چکے ہیں یہ ضرور
اونتیس کا ہوگا، تین پے در پے اونتیس کے ہوئے ہیں یہ ضرور تیس کا ہوگا، ان کا
جواب اسی قدر میں ہے:

”صحیح مسلم“، کتاب الصیام، الحدیث: ۱۰۸۸، ص ۵۴۹۔

{ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ط } ”حق سبحانہ نے ان باتوں پر کوئی دلیل نہ اتاری۔“
(پ ۱۲، یوسف: ۴۰)

”وجیز امام کروری“ میں ہے:

شهر رمضان جاء يوم الخميس لا يضحى أيضاً في يوم الخميس ما لم يتحقق أنه يوم النحر، وما نقل عن علي رضي الله تعالى عنه أن يوم أول الصوم يوم النحر ليس بتشريع كلي بل إخبار عن اتفافي في هذه السنة، وكذا ما هو الرابع من رجب لا يلزم أن يكون غرة رمضان بل قد يتفق. (1)

”خزانة المفتين“ میں ”فتاویٰ کبریٰ“ سے ہے:

ما يروى: ((أَنَّ يَوْمَ نَحْرِكُمْ يَوْمَ صَوْمِكُمْ)) كَانَ وَقَعَ ذَلِكَ الْعَامَ بَعِينَهُ دُونَ الْأَبَدِ؛ لِأَنَّ مِنْ أَوَّلِ يَوْمِ رَمَضَانَ إِلَى غُرَّةِ ذِي الْحِجَّةِ ثَلَاثَةٌ أَشْهُرَ فَلَا يُوَافِقُ يَوْمَ النَّحْرِ يَوْمَ الصَّوْمِ إِلَّا أَنْ يَتَمَّ شَهْرَانِ مِنَ الثَّلَاثَةِ وَيَنْقُصُ الْوَاحِدَ، فَإِذَا تَمَّتِ الشُّهُورُ الثَّلَاثَةُ تَنَآخَّرَ عَنْهُ، وَإِذَا انْقَضَتِ الشُّهُورُ الثَّلَاثَةُ

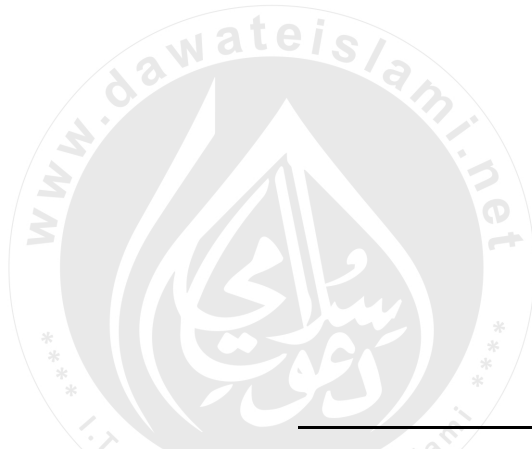
رمضان کا مہینہ جمعرات کے دن آیا تو جمعرات کے دن میں بھی قربانی جائز نہ ہوگی جب تک اس بات کا ثبوت نہ ہو جائے کہ یہ قربانی کا دن ہے، اور جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا گیا ہے کہ ہے کہ ”روزے کا پہلا دن قربانی کا دن ہے“، یہ شریعت کا قاعدہ کلیہ نہیں بلکہ اس سال میں اتفاقاً ایسا ہوجانے کی خبر دینے کا بیان ہے، اسی طرح جو رجب کا چوتھا دن ہے لازم نہیں کہ وہ رمضان کا پہلا دن ہو ہاں کبھی ایسا اتفاقاً ہوجاتا ہے۔

”البزازية“، كتاب الصوم، الفصل الاول، ج ۴، ص ۹۶، (هامش ”الهندية“).

أو شهران تقدّم عليه فلم يصحّ الاعتماد على هذا. (1)

یہ کلام اجمالی بقدر کفایت ہے اور ان احکام کی تفصیل تمام رسائل
و مسائل فقیر میں ہے۔

وبالله التوفيق والله تعالى أعلم (2)



یعنی یہ جو روایت کیا گیا ہے کہ ”بے شک تمہارا عید کا دن تمہارے روزے کا دن ہے“، یہ ہمیشہ کے لیے نہیں بلکہ معین سال میں ایسا واقعہ ہوا تھا کیونکہ رمضان کے پہلے دن سے لے کر ذوالحجہ کے پہلے دن تک تین ماہ ہوتے ہیں تو قربانی کا دن روزے کے دن کے موافق نہیں ہو سکتا مگر اس صورت میں کہ تین میں سے دو ماہ کامل ہوں اور ایک ناقص، اب اگر تینوں ماہ کامل ہوتے ہیں تو اس سے تاخر ہوگا اور اگر تینوں ماہ یا دو ماہ ناقص ہوتے ہیں تو پھر اس پر تقدم ہوگا لہذا اس پر اعتماد درست نہیں۔

(”حزانة المفتين“، کتاب الصوم، ص ۴۴)۔

یعنی اور یہ سب اللہ ہی کی توفیق سے ہے اور اللہ تعالیٰ ہی زیادہ جاننے والا ہے۔

﴿مآخذ ومراجع﴾

نمبر شمار	کتاب	مصنف / مؤلف	مطبوعہ
1	قرآن مجید	کلام اللہ تعالیٰ	مکتبۃ المدینہ
2	صحیح البخاری	ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
3	صحیح مسلم	ابو الحسین مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ	دار ابن حزم، بیروت
4	سنن الترمذی	ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ	دار الفکر، بیروت
5	سنن أبي داود	ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی متوفی ۲۷۵ھ	دار احیاء التراث العربی، بیروت
6	السنن الكبرى	احمد بن حسین بن علی بن یحییٰ متوفی ۳۵۸ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
7	سنن الدار قطنی	علی بن عمر دارقطنی متوفی ۳۸۵ھ	مدینۃ الاولیاء ملتان
8	المعجم الكبير	سلیمان بن احمد طبرانی متوفی ۳۲۰ھ	المکتبۃ الفیصلیہ، بیروت
9	المعجم الأوسط	سلیمان بن احمد طبرانی متوفی ۳۲۰ھ	المکتبۃ الفیصلیہ، بیروت
10	حلیۃ الأولیاء	ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصہبانی متوفی ۴۳۰ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
11	تنویر الأبصار	محمد بن عبد اللہ بن احمد ترمذی متوفی ۱۰۰۳ھ	دار المعرفۃ، بیروت
12	الدر المختار	محمد بن علی حصکفی متوفی ۱۰۸۸ھ	دار المعرفۃ، بیروت
13	ردّ المحتار	محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ	دار المعرفۃ، بیروت
14	الحدیقۃ الندیۃ	سیدی عبدالغنی نابلسی حنفی متوفی ۱۱۴۱ھ	دار الطباعة العامرة
15	الفتاویٰ الہندیۃ	شیخ نظام وجماعتہ من علماء الہند	کوئٹہ
16	الفتاویٰ الخانیۃ	حسن بن منصور بن محمود اوزجندی متوفی ۵۹۲ھ	پشاور
17	فتح القدیر	کمال الدین بن ہمام متوفی ۸۶۱ھ	کوئٹہ
18	خلاصۃ الفتاویٰ	طاہر بن عبدالرشید بخاری متوفی ۵۳۲ھ	کوئٹہ
19	جد الممتار	امام اہلسنت احمد رضا خان متوفی ۱۳۳۰ھ	مکتبۃ المدینہ

باب المدینہ، کراچی	قاضی شہیر ملاحسرو حنفی، متوفی ۸۸۵ھ	درر الحکام	20
سہیل اکیڈمی، لاہور	محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ	مجموعۃ رسائل ابن عابدین	21
پشاور	محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ	العقود الدرۃ	22
کوئٹہ	محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ	منحة الخالق	23
رضا فاؤنڈیشن، لاہور	امام اہلسنت احمد رضا خان متوفی ۱۳۳۰ھ	الفتاویٰ الرضویۃ	24
باب المدینہ، کراچی	شیخ رحمۃ اللہ سندھی، متوفی ۱۰۱۴ھ	اللباب = لباب المناسک	25
باب المدینہ، کراچی	ملا علی بن سلطان قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ	المسلك المتقسط	26
کوئٹہ	زین الدین بن ابراہیم متوفی ۹۷۰ھ	البحر الرائق	27
دار احیاء التراث العربی، بیروت	علی بن ابی بکر مرغینانی متوفی ۵۹۳ھ	الهدایۃ	28
کوئٹہ	محمد بن محمد بن المعروف بابن بزاز متوفی ۸۲۷ھ	الفتاویٰ البزازیۃ	29
مخطوطہ	حسین بن محمد حنفی متوفی ۷۴۰ھ	خزانة المفتین	30
مکتبہ نبویہ، لاہور	ملک العلماء ظفر الدین بہاری متوفی ۱۳۸۲ھ	حیات اعلیٰ حضرت	31
اردو لغت بورڈ، باب المدینہ		اردو لغت	32



اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِٖ مِنْ الْمُتَّقِيْنَ اَنَّا بَعْدُ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سنت کی بہاریں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى تَمْلِيْحِ قُرْاٰنِ وَسُنَّتِ كِي عَالَمِيْرِ غَيْرِ سِيَاسِيْ تَحْرِيْكَ دَعْوَتِ اِسْلَامِيْ كِي جِيْئِيْ جِيْئِيْ مَنَدِيْ نِي ماحول ميں بكثرت نشيتيں سِيْجِي اور سكھائي جاتي هِيں، هر شمرات مغرب كِي نماز كے بعد آپ كے شهر ميں هونے والے دعوٰتِ اِسْلَامِيْ كے ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع ميں رضائے الٰہِي كيليے اٹھي اٹھي نيتوں كے ساتھ ساري رات گزارنے كِي مَنَدِيْ نِي اچھا ہے۔ عاشقانِ رسول كے مَنَدِيْ نِي قافلوں ميں بہ نيت ثواب سنتوں كِي تربيت كيليے سفر اور روزانہ فطرتِ مَدِينِيْ كے ذريعے مَنَدِيْ نِي انعامات كا رسالہ پڑھ كر كے ہر مَنَدِيْ نِي ماہ كے اچھائي دس دن كے اندر اندر اپنے يہاں كے ذمے دار كو متخج كروانے كا معمول بنا ليئيے، اِن شَاءَ اللّٰهُ عَلٰى جَمَلِ اِس كِي بَرَكَتِ سے پابہ سنت بننے بگنا هوں سے نفرت كرنے اور ايمان كِي حفاظت كيليے گونے كا ذمہ بنے گا۔

ہر اِسْلَامِيْ بھائي اپنا يہ ذمہ بنائے كہ ”مجھے اپني اور ساري دنيا كے لوگوں كِي اصلاح كِي كوشش كرنِي ہے۔“ اِن شَاءَ اللّٰهُ عَلٰى جَمَلِ اپني اصلاح كِي كوشش كے ليے ”مَنَدِيْ نِي انعامات“ پر عمل اور ساري دنيا كے لوگوں كِي اصلاح كِي كوشش كے ليے ”مَنَدِيْ نِي قافلوں“ ميں سفر كرتا ہے۔ اِن شَاءَ اللّٰهُ عَلٰى جَمَلِ

مكتبة المدينة كس نا خيس

- كراچي: هيرو سہ سگھار روڈ، فون: 021-32203311
- راولپنڈي: افضل روڈ، نزد سگھي پگ، اقبال روڈ، فون: 051-5553765
- لاہور: داتا گاندھي ميگھي گنج، گل روڈ، فون: 042-37311679
- چناب: فيضان ميگھي بگ، گيرگ، فون: 068-5571686
- سرگودھا (فصل آباد): ايم جی، بازار، فون: 041-2632625
- كشمير: چوك هيرو، سرحد، فون: 058274-37212
- ميجھناپور: فيضان ميگھي، قاضي خان، فون: 022-2620122
- سمان: نزد قلعہ والي سہ سگھار، بركيت، فون: 061-4511192
- كمرہ: فيضان ميگھي، قاضي خان، فون: 071-5619195
- نالندہ: كائي روڈ، قلعہ والي، سرحد، فون: 044-2550767
- كمرہ: فيضان ميگھي، قاضي خان، فون: 055-4225653
- گلبرگ: گلبرگ، گلبرگ، فون: 048-6007128

فيضان ميگھي، محلہ سوادا گلبرگ، پراني سبزي منڈي، باب المدينه (كراچي)

فون: 021-34921389-93 Ext: 1284

مكتبة المدينة
(دعوتِ اِسْلَامِيْ)

Web: www.dawateislami.net / Email: ilmia@dawateislami.net